سلسلہ اسرار

دربار حرام پور

نمبر ۱

ایک نیا اخلاقی ناول جو مشہور ناول "حسن کا ڈاکو" کے سلسلے مین تصنیف کیا گیا

مصنفہ

مولنا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب شرر ایڈیٹر دلگداز

باہتمام

حکیم محمد سراج الحق پرنٹر و پبلشر

۱۹۱۹ء مین

دلگداز پریس لکھنؤ محلہ کٹرہ بزن بیگ خان مین چھپکے شائع ہوا

سخن سنج! سخن سنج!! سخن سنج!!

یہ سہ ماہی رسالہ جنوری ۱۹۱۷ء سے جاری ہے حجم ۲ جز ہے مضامین نثر و نظم دونون قسم کے ہوتے ہین حصہ نثر مین نامور مشاہیر انشاپردازان ہند کا لٹریچر اور حصہ نظم مین مشاہیر شعرا کی ملکی غزلین اور مشہور نظمین قیمت سالانہ مع محصول ڈاک رؤسا سے اُن کی فیاضی کے مطابق اور عوام سے فقط ۹ ر نمونے کیواسطے ۲ ر کا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

منیجر سخن سنج کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ

کارخانہ روضۃ الریاحین لکھنؤ کا اعلے عطر

(آپ ایک دفعہ آزمائے تو دیکھین)

عطر کے لیے لکھنؤ مشہور ہے مگر افسوس ہے کہ جو عطر ہے وہ باہر والون کو نہین ملتا کیونکہ کمین مال کی روانگی نوکرون کے ہاتھ ہے اور اُن کے دخل و فصل کا خمیازہ اُن غریبون ہی کو اُٹھانا پڑتا ہے جو باہر منگواتے اور بے دیکھے خریدنے پر مجبور ہین اور بعض اشتہار دینے والون کی یہ حالت ہے کہ روپیہ کا مال دو کو اور کبھی چار کو بیچتے ہین یہ عام خرابیان دیکھ کے ہم نے ذمہ لیا ہے کہ باہر کے جو صاحب طلب فرمائین اُن کے لیے معتبر اور مستند کارخانون کے عطر اعلی درجے کے تیل وغیرہ خاص طور پر اہتمام کر کے ان کو بخوبی جانچ کے اور بکفایت خرید کر کے روانہ کر دیا کرین جس کا بہت اچھا اور قابل اطمینان انتظام کیا گیا ہے عطر کے شائق ایک بار امتحاناً منگوا کر دیکھ لین کہ ہمارے ذریعے سے اُنھین کیسا اچھا عطر اور کن داموں کو ملتا ہے یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ بوجہ گرانی روغن صندل عطرون کی قیمت مین ۸ ر فیتولہ اضافہ ہو گیا ہے اور محصول ڈاک اب بجائے ۴ ر سیر کے ۸ ر سیر ہو گیا ہے۔

عطرون کی فہرست حسب ذیل ہے

عطر حنا فیتولہ ۱۲ر للعہ ۳ عہ	عطر باڑی فیتولہ ۲ عہ	عطر شہناز فیتولہ ۲	عطر مہک پری فیتولہ ۲
” موتیا ”صہ للعہ ۲ عہ	” بیلہ ” ۲ عہ	” برگ حنا ” ۲	روح گلاب اصلی ”لہ صہ
” چمیلی ”صہ للعہ ۲ عہ	” مشی ” عہ	” راحت روح ” عہ	” خس اصلی ” صہ للعہ
” کیوڑا للعہ ۲ عہ	” جوہی ” ۲ عہ	” مجموعہ ” ۲	” باڑی ” ۲
” خس ۲ عہ	” گلاب ”عہ صہ ۲ عہ	” سہاگ ” ۲	عطر ناگر اصلی ” صہ
” فتنہ ۲ عہ	” سنگترہ ” ۲ عہ	” اگر غرقی ” صہ	شمامۃ العنبر ” صہ
” چمپا ۲ عہ	” سیوتی ” ۲ عہ	” اگر غرقی ” صہ للعہ	مخلوط عنبری ”
” نسری ۲ عہ	” عروس ” ۲	” مخلوط آصفی ” ۲	صد برگ ” ۲ عہ

خوشبودار تیلون کی فہرست ملاحظہ ہو

روغن چمیلی فی سیر صہ للعہ ۲	روغن بیلہ فی سیر صہ للعہ ۲	روغن کیوڑہ فی سیر للعہ ۲	روغن حنائی سیر للعہ ۲

اعلے درجے کا خوشبودار عمدہ بامزہ تنباکو

زردہ تنباکو مشکی فی سیر عہ للعہ ” زعفرانی ” ۲	قوام مشکی فی تولہ عہ ۸ر ۶ر ” زعفرانی ” ۴ر ۲ر	گولیان تنباکو مشکی طلائی فیتولہ ۲ ” نقرئی ” ۱۰ ۸ ۶ ر بلا ورق ۴ر

نوٹ۔ درخواست آتے ہی ویلو پی ایبل روانہ ہوگا۔ باردانہ و مصارف ڈاک ذمہ خریدار

آپ کا خادم حکیم محمد سراج الحق منیجر دلگداز کٹرہ بزن بیگ خان لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب

زبردست عامل کی ضرورت

حرامپور گویا بالکل بدل گیا ہے۔ لوگون مین ہر جگہ سرگوشیان ہو رہی ہین اور ہر گھر مین ایک خوفناک خاموشی ہے۔ نواب صاحب رات دن اسی الجھن مین رہتے ہین کہ یہ ماجرا کیا تھا؟ اور یہ جنون کا دربار کیسا؟ مین آج تک قائل ہی نہ تھا کہ دنیا مین ان نظر آنے والے جانداروں کے سوا کوئی اور جاندار مخلوق بھی ہے۔ بھتنون اور چڑیلون کے واقعات کو کہانی اور پریون اور جنون کے خیال کو جنون تصور کرتا تھا۔ یہ یکبیک اتنا بڑا دربار کیسا قائم ہو گیا؟ اگر کہون کہ یہ فقط میرے خیالات پریشان تھے اور جو کچھ گذری ہے اسے بدخوابی تصور کرون تو اسکا کیا جواب کہ جن جن لوگون کو میرے ہاتھ سے آزار پہونچا ہے سب وہان موجود تھے۔ اور سب کی جوروئین میرے محل سے نکل کے وہان پہونچ گئی تھین۔

اسی قدر نہین۔ وہ بیچ بیچ میرے محل سے غائب ہین۔ وہ تمام مصاحبین جو میرے ساتھ تھے اُن کا کہین پتہ نہین۔ اور اُن کے حق مین اُن جن جنون نے جو حکم دیا تھا کہ دنیا سے فنا ہو جائین وہی ہوا کسی کا بھی سراغ نہین لگتا کہ کیا ہوا۔ زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا۔ زندہ ہوتے تو کسی نہ کسی طرح نباہ کرتے پڑتے میرے پاس ضرور آتے۔ سب سے زیادہ قیامت یہ کہ مجھے جو سزا دی گئی ہے اُس نے

بالکل بیکار کردیا ہے۔ گو خدا نے ہر طرح کا سامان عیش مہیا کر دیا ہے اور عیش پرستی کی ہوس بھی دل مین ویسی ہی بلکہ پہلے سے زیادہ ہے۔ مگر مین اُن کے لطف سے محروم ہون۔ اور دراصل یہی ہوس اب میرے لیے سب سے بڑا عذاب الٰہی بن گئی ہے اگرچہ مین نے عقلمندی سے اپنی اس کمزوری دبکیا ہی کہ کسی پر ظاہر نہین ہونے دیا۔ اور عورتون کی جو مانگ میرے محل کے لیے تھی بدستور جاری ہے۔ لوگون کی نظر مین نہ میرا شوق کم ہوا ہے ور نہ میرا مذاق بدلا ہے۔ لیکن اب جو یہ سب ہو رہا ہے دراصل میرے لیے نہین۔ اور دن کے لیے ہے جو چُپ چھپ کے میرے محل مین آتے ہین۔ خود گنہگار ہوتے ہین۔ میری آبروے کے پیچھے ذلیل کرتے ہین۔ اور اُن ازغیبی جوگن کا کہنا پورا ہوتا ہے کہ آئندہ اس کی شہوت پرستی مین دیوسی کے سوا آبروریزی کی کوئی قوت نہ باقی رہے گی۔ اُف! کس قدر شرمناک، اور ذلیل کرنے والا فقرہ تھا!

افسوس مجھ پر اُن جوگن کا جادو چل گیا ہے۔ اور میرا کچھ زور نہین چلتا دنیا کے بڑے بڑے کامل حکیمون سے مجھے ملاقات ہے اور جن سے ملاقات نہین انھین بھی ایک معمولی اشارا کر دون تو سر آنکھون سے دوڑے آئین۔ مگر نتیجہ کیا؟ میرے مرض کا علاج نہ حکیم کر سکتے ہین نہ ڈاکٹر۔

ہان نیک بندون کی دعا شاید کچھ کارگر ہو۔ مگر وہ میرے حق مین دل سے دعا ہی کیون کرنے لگے تھے؟ افسوس میرے سارے حالات طشت از بام ہو گئے اور اب تو صاف کھُل گیا کہ میرے ہی مردود درباریون نے مجھے رسوا کیا۔

لیکن ایک بات ہے اگر یہ جوگن کی عدالت سچ ہو (اور یقیناً سچ ہے) تو پھر عاملون اور ملاؤن کا عمل بھی برحق ہے۔ اگر جن دنیا مین موجود ہین تو ان سیانون کا دعوی بھی ٹھیک ہے جو کہتے ہین کہ ہم جنون کو اُتار تے اور پکڑ کے شیشون مین بند کر لیا کرتے ہین۔ بس میرا علاج اگر کوئی کر سکتا ہے تو یہی ملا سیانے کر سکتے ہین۔ اور شاید کوئی بڑا جادوگر میری مراد پوری کر سکے۔ مگر کسی نہ بدولت اس تک میری رسائی ہی کیون ہونے لگی تھی؟ اور ایسا کوئی جادوگر

ملنا بھی محال ہی۔

اسوقت آخر شب کا وقت ہے نواب صاحب بھی ابھی اپنے نئے ہم مذاق بدمعاش وبدکار بے غیرت وناہنجار مصاحبون کی صحبت سے اُٹھ کے اندر آسئے ہین۔ اور مسہری پر لیٹتے ہی ان خیالون مین غرق ہوگئے ہین۔ دو جوان اور خوبرو خواصین چپی کررہی ہین۔ مگر انھین بار بار ہاتھ روکنا پڑتا ہے۔ اس لیے کہ نواب صاحب گھڑی گھڑی کروٹین بدلتے ہین اور کسی طرح نیند نہین آتی۔

آخر اُلجھن مین کروٹین بدلتے بدلتے نواب نے ایک خواص کی طرف دیکھ کے کہا "سعادت! آج محل مین کوئی نئی ماما آئی ہے"۔

سعادت۔ حضور روز آئی رہتی ہین آج بھی تین نئی پریان محل مین داخل ہوئی ہین۔ جن مین سے ایک تو سچ مچ کوہ قاف کی پری ہے۔ تین مین کے ایک پٹھان کی لڑکی ہے۔ مگر ایسی ماہ جبین کہ نہ دیکھی تھی نہ سنی تھی۔ حکم ہو تو لے آؤن۔

نواب۔ نہین۔ نہین۔ ابھی رہنے دو۔ مین پھر بلواؤن گا۔

سعادت۔ حضور تو اب کسی کو خلوت سے سرفراز ہی نہین کرتے۔ معلوم ہوتا ہی کہ سرکار کا جی بھر گیا۔ اور اب حسینون کی صحبت کا شوق نہین رہا"

نواب۔ (چونک کر اور ذرا تیزی سے) "نہین نہین ہرگز نہین۔ مجھے ویسا ہی شوق ہے۔ خوبرو نازنینون کی صحبت سے بھی کسی کا جی بھرتا ہے؟ مین ایک مصلحت سے آج کل رُکا ہوا ہون۔ جو جو پری جمالین آتی جاتی ہین اُنھین رکھتی جاؤ۔ اور آرام سے رکھو تاکہ اچھا کھائے۔ اچھا پہنے۔ اور روز روز حمام کرنے سے ان کا رنگ وروپ خوب نکھر جائے اور اپنے دوستون اور عزیزون سے چھوٹنے کا غم بھی بھول جائین۔ پھر مین انھین ایک ساتھ بلانا شروع کرونگا۔ آج کل مین ذرا پریشان ہون۔

نعمت۔ (دوسری خواص جو چپی کر رہی تھی) "حضور کچھ زبان سے تو کہین کہ دشمنون کو کس بات کی فکر ہے؟ ہمین ذرا بھی پتہ لگے گا تو زمین آسمان ایک کردین گے اور جسطرح بنے گا حضور کی فکر دن کو دور کردین گے۔

نواب: (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) آہ تمھین سے میری پریشانی دور ہو سکتی تو پھر کیا تھا؟ وہ بات تمھارے اختیار سے باہر ہے۔"

سعادت: ہمارے اختیار سے باہر سہی۔ مگر ہم جی بھر کے دوڑ دھوپ تو کر لین گے؟"

نواب: تمھاری دوڑ دھوپ سے کیا مطلب نکل سکتا ہے؟ اچھا بھلا تم مین سے کسی کو کوئی ایسا زبردست عامل یا جادوگر معلوم ہے جو بڑے سے بڑے جن کو جلا کے خاک کر دے؟"

سعادت: اوئی نگوڑے عاملون اور سیانون کی بھی کوئی کمی ہے؟ ہمارے حرامپور ہی مین بیسیون پڑے ہین"

نواب: ہان پڑے ہین۔ مین بھی جانتا ہون۔ مگر میرا مطلب اُن سے نہ نکلے گا مجھے تو ایسا زبردست عامل چاہیئے جو سارے جنون پر حکومت رکھتا ہو۔ اور کیسا ہی سخت جن ہو اُس سے پیش نہ پا سکے۔ مجھے تمھاری باوا کے سے مکار عامل نہین چاہیئے"

ہمارے ناظرین کو یہ سُن کے افسوس ہوگا کہ یہ خواص مولوی سعامد صاحب کی بیٹی ہے۔ جو مولانا کے بھاگتے ہی پکڑوا بلائی گئی تھی۔ اور اب لونڈیون کی طرح محل مین خواصی کی خدمت انجام دیتی ہے۔ اس کا اصلی نام زبیدہ تھا مگر نواب صاحب نے اپنی لونڈی بنانے کے بعد اُسے مولانا کی یاد تازہ رکھنے کے لیے "سعادت" کا خطاب دیا۔ اسکی مان بھی بیٹی کے ساتھ تھی مگر چند روز ہوے فالج مین مبتلا ہوئی اور کام کاج سے معذور دیکھ کے محل سے نکال دی گئی۔ اب وہ سعید خان کے گھر مین ایک تنگ و تاریک مکان مین رہتی ہے۔ اور بیٹی کبھی کبھی دو گھڑی کو جا کے اُس سے دیکھ آیا کرتی ہے۔ نواب نے جب سعادت کے سامنے "باوا" کا لفظ کہا تو اُس کے دل کو ایک چوٹ سی لگی۔ مگر ضبط کیا اور عرض کیا "حضور ایک وہ مکار تھے ساری دنیا تھوڑا ہی فریبی اور دغاباز ہے؟ دنیا مین ایک سے ایک زبردست عامل پڑا ہے۔"

نواب: ہان بس کوئی ایسا ہی زبردست عامل ہو جو دنیا مین جواب نہ رکھتا ہو"

سعادت: کوئی پندرہ روز ہوے لونڈی نے سنا تھا کہ حلال نگر مین کوئی بڑے زبردست ولایتی مُلّا آئے ہوے ہین۔ اور لوگ کہتے ہین کہ اُن سے بڑا عامل کسی نے کہین

نہین دیکھا ہے"

نواب :- (دل مین کانپ کے) "حلال نگر کا نام نہ لو۔ کیا اور کہین کوئی عامل نہ ملیگا"

سعادت :- یون تو یہان بھی بہت سے پڑے ہین۔ مگر سنتی ہون کہ ان کا سا زبردست عمل کسی کے پاس نہین ہے"

نواب :- اچھا تو وہ یہان چلے آئین گے؟"

سعادت :- اب یہ اُن سے پوچھوا کے عرض کر سکتی ہون۔ خدا جانے اب وہ ہین بھی یا نہین۔ ایسے لوگ کسی جگہ ٹکتے کم ہین"

نواب - تو کل ہی دریافت کر کے مجھے بتاؤ"

سعادت - کل پر اُٹھا رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ حکم ہو تو اسی وقت دریافت کر کے عرض کرون۔ بندی جان محلدار نے اُن عامل صاحب کا ذکر کیا تھا مین اُن سے جا کے ابھی پوچھ آتی ہون"

نواب :- جاؤ۔ پوچھ آؤ۔ بلکہ بندی کو اپنے ساتھ لیتی آنا۔ شاید مجھے کچھ اور پوچھنا ہو"

اجازت پاتے ہی سعادت اُٹھ کے کمرے سے باہر نکلی۔ اور محل کے اس حصے کی طرف چلی جہان بندی رہتی تھی۔ دو ہی قدم گئی ہو گی کہ اُسے نواب کے اُس دلخراش کلمے کا خیال آیا جو انھون نے مولوی سعد اللہ کی نسبت کہا تھا۔ کہنے لگی "ہائے! ابا جان نے عالم و فاضل ہو کے اِس نواب کی خوشامد مین اپنی زندگی کیسی خراب کی! یہ انھین کے اعمال ہین کہ اُن کی بیٹی بے عزت اور بے آبرو ہو کے نواب کے گھر کی لونڈی بنی ہوئی ہے! مگر اے پاک پروردگار! آمین میرا کیا قصور تھا جو اُن کے بُرے کامون کا خمیازہ مین بھگت رہی ہون؟ سچ ہے گنہگارون کے ساتھ بے گناہ بھی راندے جاتے ہین۔ مگر مین کسی نہ کسی طرح نواب سے اپنا بدلہ لے ہی لیتی ہون۔ اور ہمیشہ لون گی۔ اُس نے میری آبرو لی اور مین جہان تک بنتا ہے ادنیٰ ادنیٰ درجے کے ذلیل لوگون سے اُس کی جورون کو بے آبرو کراتی ہون۔ وہ سب اس کی بدگمانیون کے کٹہرے مین قید ہین مگر اپنی چالاکیون سے کوئی نہ کوئی راستہ نکال ہی دیتی ہون۔ لیکن کب

اس مین مجھے اپنا بدلہ مل گیا؟ ہرگز نہین - ابھی بدلہ لون گی - اور اس طرح کہ یہ ناپاک اور بے غیرت نواب بھی یاد کرے۔"

دل سے یہ باتین کرتی ہوئی بندی محلدار کی کوٹھڑی کے دروازے پر پہونچی اور دروازہ کھٹکھٹایا - بندی غافل سو رہی تھی - پندرہ سولہ بار دروازہ بار بار کھٹکھٹایا تو کہین اُس کی آنکھ کھلی - یہ سنتے ہی گھبرا کے اور کلبلا کے اُٹھ بیٹھی کہ حضور نے یاد فرمایا ہے - دوڑ کے دروازہ کھولا - اور پوچھا "خیریت تو ہے؟"

سعادت "ہان خیریت ہے - گھبراؤ نہین - حضور کو کسی بڑے زبردست عامل کی تلاش ہے - مین نے کہدیا کہ بندی جان ایسے ہی ایک ولایتی عامل کو جانتی ہین جو حلال نگر مین ہین - حکم ہوا کہ ابھی وقت دریافت کرو کہ وہ کہان ہین؟ اور کیسے ہین؟ اور یہان آسکتے ہین کہ نہین؟ اور تمھین حضور مین بلایا ہے تم چل کے اتنا کہ دو کہ ہان مین جانتی ہون اور ابھی تک وہ حلال نگر مین موجود ہین"

بندی "اور جو وہ کہین کہ اُنھین بلاؤ تو مین کہان سے لاؤن گی"

سعادت - "اُن ولایتی عامل کو تو مین جانتی ہون - مگر تم اتنا کہدینا کہ وہ کہین آتے جاتے نہین - اُنھین کے پاس جائیے تو کام نکلے گا"

بندی "اچھا کیا - مین کہدون گی - مگر دیکھو ایسا نہ ہو کہ پیچھے کو اُلٹی پڑے اور مُفت مین میرا سر منڈ جائے"

سعادت - "اس سے خاطر جمع رکھو تمھاری بات جھوٹی نہ ہوگی، بلکہ اتنا کرنا کہ اُن کے کمال کے دو چار قصے بھی بنا کے بیان کر دینا - اور محل مین جتنی عورتین ہمارے جتھے کی ہین اُن سب سے بھی عامل صاحب کی تعریف کرا دینا"

بندی "یہ سب ہوجائیگا مگر تم عامل کو تیار رکھو"

یہی منصوبے گانٹھتی ہوئی دونون نواب صاحب کی خوابگاہ مین آئین - نواب صاحب سوتے تو نہ تھے مگر اندھیون کی طرح آنکھین بند کیے ہوئے پلنگ مین تھے کہ سعادت نے چپکی شروع کی چونک کے پوچھا "سعادت!"

سعادت "حضور!"

نواب صاحب "بندی آئی؟"

بندی۔ (ہاتھ جوڑکے) "لونڈی حاضر ہے۔ حکم؟"
نواب۔ بھئی مجھے ایک ایسے بڑے زبردست عامل کی ضرورت ہے جو ساری ہندوستان مین جواب نہ رکھتا ہو۔ سعادت سے معلوم ہوا کہ تم کسی ولایتی عامل صاحب کو جانتی ہو جو بڑے بڑے کمال دکھا چکے ہین۔"
بندی۔ "قربان جاؤن عامل تو وہ بڑے پائے کے ہین سالمے حلال نگر مین دھوم ہو رہی ہے۔ بہت سے آسیبون کو انھون نے جلا کے خاک کر دیا۔ اُن کے پاس سیکڑون بوتلین رکھی ہین اور اُن مین بڑے بڑے جن بند ہین۔ دیکھ کے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ پونا مین کسی مرہٹن پر کوئی زبردست دیو تھا۔ مرسا" انھون نے بڑی مشکلون سے پکڑا ہو۔ کسی طرح ہاتھ ہی نہ آتا تھا۔ ایک بڑے بھاری قرابے مین بند کر لیا ہے۔ اور ساتھ لیے لیے پھرتے ہین۔ اُس کے اندر دیکھیئے تو ہوا کے چکرون مین زرد زرد غبار سا نظر آتا ہے۔ حلال نگر مین ایک بڑے مہاجن کی بیٹی کو دس برس سے آسیب کا خلل تھا اور اس بلا کا آسیب کہ جو عامل آیا اُسے اُٹھا کے دے مارا۔ مگر یہی ولایتی ملا صاحب تھے جنھون نے اُسے پکڑا اب وہ اچھی خاصی ہے کسی بات کی شکایت نہین۔"
نواب۔ "ہان یہ زبردست عامل معلوم ہوتے ہین۔"
بندی۔ "سرکار وہ زبردست تو اتنے بڑے ہین کہ کچھوچھے شریف مین جا کے کوئی آٹھ دن رہے ہون گے۔ اور جب تک وہان رہے کوئی مزار پر نہ جاتا تھا جتنے آسیب اور سایے والے آتے انھین کے قدمون پر آ کے لوٹنے لگتے اور اچھے ہو کے چلے جاتے۔"
نواب۔ "تو پھر اُنھین کسی طرح یہان بلاؤ۔"
بندی۔ بلوانے کو تو شاید حضور ہی بلوا سکین۔ لونڈی کے بلانے سے تو وہ آ چکے اُن مین عیب ہے تو یہی کہ کسی کے یہان جاتے نہین۔ اور جس شہر مین جہان جا کے ٹھہر جاتے ہین پھر وہان سے نہین اُٹھتے
نواب۔ "تو کیا میرے بلانے سے بھی نہ آئین گے۔"
بندی۔ "لونڈی کی دانست مین تو نہ آئین گے۔"

نواب - اچھا مین خود چلون گا - کیا کہون حلال نگر مین جانے کو جی نہین چاہتا - وہان کے لوگ بڑے شریر متفنی اور چالاک ہین - مگر کیا کیا جائے ؟ مجبوری ہے - تیسرے پہر سوار چلون گا - تم تیار رہنا - اور سعادت وحشمت تم دونون بھی ساتھ چلوگی - مگر دیکھو خبردار اندر باہر کسی کو نہ معلوم ہونے پائے کہ مین کسی عامل سے ملنے کے لیے جاتا ہون - کسی کو بھی خبر ہوئی تو تینون کو جان سے مار ڈالون گا - مگر افسوس ! دنیا مین کوئی رازدار نہین ملتا - میری روز روز کی باتین غیرون مین پہونچ جاتی ہین کوئی اخبارون مین چھاپتا ہے - کوئی ناول بنا کے میری مٹی خراب کرتا ہے اور مین دانت کٹ کٹا کے رہ جاتا ہون - اپنی بوٹیان نوچتا ہون اور کوئی زور نہین چلتا -

دوسرا باب

ریل کا پھاٹک

تیسرے دن تیسرے پہر کو ہمارے حیران ومتفکر نواب صاحب نے دو موٹرین منگوائین ایک زنانی اور ایک مردانی - عورتون کی صحبت نے چونکہ حد سے زیادہ زنانہ پن مزاج مین پیدا کر دیا ہے - اس لیے خود زنانی گاڑی مین بیٹھے - تینون عورتین سعادت حشمت اور بندی کو اپنے ساتھ بٹھایا - دوسری مردانی موٹر مین چند مصاحب اور خدمتگار بیٹھے - اور محل کے کلاک ٹاور (گھنٹہ گھر) نے تین بجائے تھے کہ موٹرین بھوپو بجا کے چلین - دم بھر مین ہوا سے باتین کرنے لگین - اور پورا ڈیڑھ گھنٹہ نہین ہوا تھا کہ حلال نگر مین تھین -

حلال نگر کی آبادی مین داخل ہونے کے لیے ریل کی سڑک پر سے ہو کے گزرنا پڑتا تھا - اس وقت اتفاق سے ٹرین آنے والی تھی لائن کلیر ہو چکا تھا - اور چوکیدار نے پھاٹک بند کر دیا تھا - فرعون سرشت نواب کی موٹر پہونچی تو شوفر (ہانکنے والے) نے ڈانٹ کے کہا " پھاٹک کھولو " چوکیدار نے اس کا کچھ جواب نہین دیا - شوفر نے دوبارہ ڈانٹ بتائی کہ " ابے سنتا نہین ؟ پھاٹک کھول " چوکیدار ایک مسلمان پٹھان تھا یہ تو بکارش سے آپے سے باہر ہو گیا - اور کہا

"آدمیت سے نہیں بات کرتا۔ پھاٹک نہیں کھل سکتا"

شوفر:۔ "جانتا بھی ہے کہ کس کی سواری ہے؟ حضور نواب صاحب حسام پور آئے ہیں؟"

چوکیدار خان صاحب نے نواب حرام پور کا جو نام سنا تو دل میں کچھ ایسا بغض بھرا ہوا تھا کہ تن بدن میں آگ لگ گئی۔ بگڑ کے کہا "نواب ہے تو اپنے گھر کا ہے۔ یہاں ایسے سیکڑوں نواب ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں"

نواب صاحب ایسا سخت فقرہ اپنے کانوں سے سنیں اور تاب رہے! بلبلا کے بے تحاشا موٹر سے کود پڑے اور تپنچہ ہاتھ میں لیے ہوئے چوکیدار کی طرف جھپٹے اور کہا "کچھ شامتیں تو نہیں آئی ہیں مردود کی؟ ٹکے کا نفرا اور زبان درازی!" یہ کہہ کے ارادہ کیا کہ زبردستی پھاٹک کھول لیں۔

چوکیدار (ڈھکیل کے) "منہ سنبھال کے بات کر۔ اپنی ریاست میں اترایا کر" یہ کہہ کے پھاٹک میں قفل ڈال دیا۔ اور بولا۔ دکھاؤں جھنڈی؟ اور بلاؤں پولیس والوں کو؟

مگر نواب صاحب اسی طرح بگڑے ہوئے اور بالکل آپے سے باہر تھے۔ اتنے میں مصاحبوں نے اتر کے دوسری موٹر سے سمجھانا شروع کیا کہ "حضور! اپنی طرف ملاحظہ فرمائیں کس نفرے کے منہ لگتے ہیں؟"

ادھر چوکیدار خان صاحب نے لال جھنڈی دکھا دی تھی۔ اسٹیشن کے بہت سے آدمی اور پولیس کے جوان آپہنچے۔ اور یہاں یہ تماشا دیکھا کہ چوکیدار نواب پر یہ الزام قائم کر رہا ہے کہ انھوں نے سرکاری ملازم کو اس کا فرض بجا لاتے وقت ~~اس~~ کو تپنچہ دکھایا۔ دوسری طرف نواب صاحب اسے گالیاں دے رہے ہیں اور تیسری طرف عورتیں موٹر کے اندر میں گلا پھاڑ پھاڑ کے کوس رہی ہیں کہ موئے ڈاکا لے کے منہ کو جھلسا لگے۔ اللہ کرے اسے سانپ ڈسیں موئے کی قبر میں کیڑے پڑیں" اسٹیشن والوں کو دیکھتے ہی نواب صاحب نے غیظ و غضب سے کہا "میں اسی وقت لاٹ صاحب کو تار دوں گا۔ اور سب گواہ رہیں کہ یہ لوگ مجھ سے کیسی گستاخی کے ساتھ پیش آئے"

ریلوے سب انسپکٹر (جو چوکیدار کا بیان سن چکا تھا) سب گواہ ہیں۔ ان کے نام

لکھ لیجئے۔ اور آپ شوق سے تار دیں۔ مگر ہم اس وقت آپ کا چالان کرنے پر مجبور ہیں۔ پھاٹک ریلوے کمپنی کے حکم سے بند تھا۔ آپ نے سرکاری آدمی کو تمنچہ سے دھمکایا۔ اُسے مارا۔ اور زبردستی پھاٹک کھولنے کا قصد کیا، تمنچہ ادھر لائیے۔ یہ عدالت میں پیش ہوگا"

نواب صاحب:۔ "میں نے اس لیے دھمکایا کہ اُس نے میرے ساتھ گستاخی کی تھی لیکن میں نے فیر نہیں کیا"

سب انسپکٹر:۔ "بس یہی چل کے عدالت میں بیان کر دیجئے گا" اپنے دو جوانوں سے "انھیں اپنی حراست میں لو" یہ رنگ دیکھا تو نواب صاحب کے ہوش چکر ہوئے، اور سب انسپکٹر سے کہا، "آپ بغیر لاٹ صاحب سے دریافت کئے ہم پر مقدمہ نہیں چلا سکتے"

سب انسپکٹر:۔ "ہمیں اس قسم کا کوئی حکم نہیں ملا ہے۔ اور اگر ایسا ہو تو آپ عدالت سے چھوٹ جائیں گے لیکن اس وقت تو چالان ہوگا"

اب سب کا رنگ فق تھا۔ اور نواب صاحب کے چہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ ساری فرعونیت اور انانیت خواب خرگوش ہوگئی۔ اور عاجزی سے کہا تھ جوڑنے ہی کو تھے کہ ریلوے ٹرین آگئی۔ جس نے دم بھر کے لیے سب کو خاموش کر دیا۔ اور اس کے گزر جانے کے بعد پولیس میں نے بڑھ کے نواب صاحب کا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کے نواب صاحب کے مصاحب سب انسپکٹر کو منت و سماجت کرکے الگ ہٹا لے گئے۔ اور کہا "حضور جانے بھی دیں۔ یوں بھی آپ جانتے ہیں کہ نواب صاحب کو سزا ہونے سے رہی۔ آپ یہ دو ہزار روپیہ کے نوٹ اور یہ الماس کی انگوٹھی لے لیں اور درگزر کریں۔ مگر شرط یہ ہو کہ اس معاملہ کی کہیں رپورٹ نہ ہو"

سب انسپکٹر نے خاموشی سے گئے اور وہ انگوٹھی اور نوٹ لے کے اپنے ایک دوست کے حوالے کیے، اور کہا "خیر خاطر ہے۔ مگر نواب بھی اس معاملے کو حکام تک نہ پہونچائیں"

مصاحب:۔ "ہرگز نہیں۔ بلا وہ اپنی ذلت کرائیں گے؟"

یہ معاملت ہوتے ہی نواب صاحب بلاسے چھوٹ کے اپنی موٹر مین بیٹھے مصاحب اپنی موٹر مین سگئے۔ پھاٹک کھل ہی چکا تھا۔ سب نے آگے کی راہ لی اور سب انسپکٹر نے دل مین کہا ”خدائی کریمی کے صدقے! یہ مفت کی انگوٹھی اور دو ہزار کی رقم خوب دلوائی۔“

موٹر کے روانہ ہونے کے بعد جب نواب صاحب کے حواس ذرا درست ہوئے تو بولے ”خدا نے بڑی خیریت کی۔“

بندی ”اے حضور بڑی خیریت! لونڈی تو ڈری ہوئی تھی کہ یہ موا اُجڈ ادرجلا ہوا پٹھان دشمنون کی جان پر حملہ نہ کر بیٹھے۔“

نواب صاحب ”یہ کیون؟ مین نے اسکا کیا بگاڑا ہے؟“

بندی ”حضور کو نہین خبر۔ اسے یہ تو پُرانا دشمن ہے۔ یہی غنیمت جانئے کہ اُسنے میری صورت نہین دیکھی۔ ذرا بھی جھلکی دیکھ لیتا تو غضب ہی ہو جاتا۔“

نواب صاحب ”آخر دشمنی کا سبب؟“

بندی ”حضور کو یاد ہوگا وہ خوبصورت سی گدبدی عورت نہ تھی زیب النسا؟“

نواب صاحب ”کون زیب النسا؟ اس نام کی بہت سی آچکی ہین۔ کچھ پتہ دو تو سمجھ مین آئے۔“

بندی ”اے حضور وہ جو کئی سال ہوئے دس پندرہ دن تک خوب ہلی ملی رہی تھی پھر اُس کے بعد ایک دن چھپا کے استرا لے آئی تھی کہ حضور کو دنیا کے کام ہی کا نہ رکھے۔ مین تلاشی نہ لون تو غضب ہو گیا تھا۔ خیر حضور نے اس جرم کی سزا مین اسے قید کر دیا تھا۔ اور وہ کوئی جتن کر کے بھاگ گئی تھی۔“

نواب صاحب ”ہان ہان مجھے خوب یاد ہے بھلا اُسے بھول سکتا ہون؟ مگر اس کو یہان سے کیا تعلق؟“

بندی ”یہ چوکیدار پٹھان اس کا چچا ہے۔ جب وہ قید سے بھاگ کے اپنے گھر آئی تو میان نے کہا مین ایسی عورت کے ساتھ نہ رہون گا جو بے آبرو ہو چکی ہے۔ اور مُنھ چھپا کے کسی طرف نکل گیا۔ اسی کے غم مین زیب النسا زہر کھا کے مرگئی۔ اور اُس کے دو ننھے بچون کو یہی پٹھان پال رہا ہے۔

اور جانتا ہو کہ اُس کے گھر کی یہ تباہی حضور کی وجہ سے ہوئی "
نواب صاحب " خیر شکر کرنا چاہیئے کہ خدا نے بڑی آفت سے نجات دلائی "
سعادت ۔ (جو دلہن خوش تھی) " اللہ آفت سے آفت "
بندی " مین نے منت مانی ہو کہ کوٹھی سے مولا مشکل کشا کے کونڈے کرون گی "

نواب صاحب اگرچہ اس وقت نہایت پریشان تھے مگر فطری زندہ دلی بھلا کہین جاتی ہے ۔ کونڈون کا نام سنتے ہی ہنس کے بولے " تمہارا کونڈا[1] مین کرون گا "

نواب کا یہ مذاق سن کے بندی دل مین تو کانپ گئی مگر زبان سے کہا " حضور کو اختیار ہے جسطرح چاہین جان لین ۔ مگر لونڈی کس قابل ہے "

تیسرا باب
شادی کی محفل

اب نواب خاموش تھے اور دل ہی دل مین اپنے اوپر نفرین بھیج رہے تھے کہ بندی نے کہا " اب حضور چل کے ہوٹل مین ٹھہرین سبھی اور سعادت کو اجازت دین کہ ہم دونون جا کے اُن ولایتی عامل صاحب کا پتہ لگا ئین جتنی دیر حضور ہی مین حاضر رہے گی "

یہ کہہ ہی رہی تھین کہ موٹر اس عالیشان ہوٹل مین پہونچین جہان نواب صاحب کئی بار ٹھہر چکے تھے ۔ ریلوے لائن پر ایسا واقعہ پیش آ چکا تھا کہ ہوٹل پہونچتے پہونچتے سارے شہر مین نواب صاحب کے ورود کی خبر ہو گئی ۔ اتفاقاً آج ہی رات کو مولوی وجاہت حسین نامی جلال نگر کے ایک رئیس اعظم کے یہان بیٹے کی شادی کی تقریب تھی اور بڑے تزک و احتشام سے محفل رقص و سرود

---

[1] کونڈا کرنا در بار حرام پور کی ایک خاص شرمناک اصطلاح ہو جسکی تشریح و توضیح کو ہماری تہذیب نہین برداشت کر سکتی کبھی دل لگی کے لیے اور کبھی سزا دہی کے طریق پہ عورتون کے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے ۔ افسوس کہ نواب کی اس فحش دل لگی سے اکثر عورتین مہینون اُٹھنے کے قابل نہین رہین اور بعض جان بر نہ ہو سکین ۔

منعقد ہونے والی تھی۔ مولوی صاحب کو جو معلوم ہوا تو اسی وقت ہوٹل میں حاضر ہوکے اپنی اطلاع کرائی اور باریاب ہوتے ہی عرض کیا "آج غلام زادے کا عقد ہے اگر حضور قدم رنجہ فرمائین گے تو عزت افزائی ہوگی"

نواب صاحب "آپ کو بلانا تھا تو میرے وہان حرام پور میں رقعۂ دعوت بھیجا ہوتا۔ مین مہمان ناخواندہ بن سکے نہین آ سکتا تھا"

مولوی صاحب "حضور غلام کی اتنی حیثیت نہ تھی کہ حضور کو وہان حاضر ہوکے دعوت دیتا۔ لیکن اب میری خوش نصیبی سے حضور رونق افروز ہوگئے ہین تو عزت افزائی کرنے مین تامل نہ فرمائین"

نواب صاحب "اچھا یہ بتائیے کہ آپ کے یہان محفل مین مجرے کو کون کون طائفے آئین گے"

مولوی صاحب "حضور قرب و جوار کے تمام نامی طائفے ہین"

نواب صاحب "اچھا مین یہ نہین چاہتا کہ آپ کی دلشکنی ہو۔ آؤن گا"

مولوی صاحب نے سنتے ہی اظہار مسرت کے لیے نذر دکھائی اور رخصت ہوکے واپس گئے کہ میزبانی کا شاہانہ سامان کرین۔

اُن کے جانے کے بعد نواب صاحب نے مہندی اور رعنا دونون سے کہا "تم جاکے اُن عامل صاحب کا پتہ لگاؤ۔ اور سب دریافت کر لینا کہ وہ میرے پاس آئین گے یا نہین۔ اور نہ آئین تو پھر کہان ملین گے۔ ان سب باتون کا پتہ لگا کے کل جب مین اٹھون تو مجھے خبر کرنا۔ مین آج رات کو مولوی وجاہت حسین صاحب کے یہان شادی مین جاؤن گا"

دونون عورتون نے بجا آوری حکم کا وعدہ کیا۔ اور نواب صاحب نے کچھ کھا پی کے کپڑے پہنے۔ اور رات کے کوئی دس بجے ہون گے کہ مصاحبون کے ساتھ موٹر پر سوار ہوکے مولوی وجاہت حسین کے گھر پہونچے۔ فوراً پوری محفل مین غل ہوا کہ نواب صاحب آگئے! مولوی صاحب تمام معزز مہمانون کے ساتھ دروازے پر آئے کہ گرمجوشی سے استقبال کرین۔ مگر نواب صاحب نے کسی طرف توجہ بھی نہ کی۔ کسی کو نگاہ اُٹھا کے بھی نہ دیکھا۔ سب لوگ منتظر ہین کہ نواب صاحب

فریفتہ ہو کے اُسے اپنی ریاست مین لے گئے تھے - اور اُس سے بے انتہا پینگ بڑھے ہوے تھے - مگر وہ لاکھ رنڈی تھی - پھر بھی غیرت دار تھی - نواب صاحب کی بیحیائیون بے غیرتیون اور بدتمیزیون کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی - پہلے تو انھین اِن حرکتون سے روکا - اکیلے مین بیٹھ بیٹھ کے سمجھایا - مگر جب دیکھا کہ سمجھانے کا اُلٹا اثر پڑتا ہے تو ڈری کہ ایسا نہ ہو بہا نہ صفت نواب آبرو لینے کا درپے ہو جائے - کونڈون کی بارہا سیر کر چکی تھی - بظاہر تو نواب سے ملی رہی مگر چپکے ہی چپکے بند و بست کر کے حرام پور سے بھاگ کھڑی ہوئی - اور اپنا مال و اسباب بھی نکال لائی - اب اس کے لانے اور پھانسنے کے لیے نواب کے مصاحبین دوڑنا شروع ہوے - سب نے سمجھایا اور ہر طرح کا لالچ دلایا - مگر اُس نے صاف انکار کیا اور کہا مین حرام پور پر لعنت بھیجتی ہون - آج اِس صحبت مین جو اتفاقیہ مل گئی تو نواب صاحب نے پھر اُسے پھسلانا شروع کیا اور ساتھ جانے پر لاکھون قسمین دلائین - مگر اُس نے جو نہین کی تو پھر کیا مجال تھی کہ زبان سے ہان نکلے - نواب صاحب سمجھتے تھے کہ میری اِن بیحیائی کی حرکتون سے وہ مجھ پر فریفتہ ہو جائے گی - اور اُسے اور زیادہ نفرت ہوتی جاتی تھی -

آخر اپنی تمام کوششون مین عاجز آ کے نواب صاحب نے مُنھ پھُلا لیا - اور جس طرح بے تکان آئے تھے اسی طرح بے تکان اُٹھ کے چلے گئے وجاہت حسین کو ندامت تھی کہ ایسے بیہودہ کو کیون بلایا تھا اور ساری محفل لعنت کرتی تھی کہ نواب کی بدتمیزیون سے صحبت بے مزہ ہو گئی - اور بجائے کامل فن ارباب نشاط کے اس بیہودہ اور بدتمیز نواب کی بیحیائیون کا مجرا دیکھنا پڑا -

---

چوتھا باب

ہوٹل کی سرگذشت

رات کے تین بجے ہون گے کہ نواب صاحب ہوٹل مین پہونچے - وہان پہونچے تو ایک ہنگامہ نظر آیا - نواب صاحب کے آنے کی خبر سنتے ہی ہلال نگر

سے ایسے پاک وصاف شہر میں زناکاری و شہوت پرستی کی دنیا میں حرکت پیدا ہوگئی تھی۔ شہر کے سارے کٹنے اور بازاری رنڈیاں جمع ہوگئی تھیں کہ باریابی کی عزت حاصل کریں۔ بہت سے ناچنے والے کتھک کے لونڈے جنہیں ذرا بھی رسیلا پن تھا پکڑ بلائے گئے تھے۔ اور یہ سارا طوفان بدتمیزی ہوٹل کے گرد و پیش منڈلا رہا تھا۔ نواب صاحب کے آتے ہی سب کے سب اندر گھس پڑے۔

اتفاق سے ایک معزز یورپین مع اپنی لیڈی کے ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے شور و ہنگامے سے ان کی نیند اچٹ گئی۔ باہر نکل کے یہ شور محشر اور یہ بےحیائی کا مجمع دیکھا۔ بیرا سے بلا کے پوچھا "یہ کیا آفت ہے؟" اس نے کہا "نواب صاحب آئے ہوئے ہیں۔ اور یہ سب لوگ انہیں سے ملنے کو آئے ہیں" سنتے ہی صاحب کو غصہ آگیا۔ ڈنڈا لے کے باہر نکلے اور حکم دیا کہ "نواب کو اور سارے آدمیوں کو اسی وقت نکال دو"۔ انگریز کا حکم۔ بھلا اسے کون ٹال سکتا تھا؟ فوراً ہوٹل کے سارے ملازم جمع ہوگئے اور لوگوں پر بےتحاشا ڈنڈے پڑنے لگے۔ سب کے سب بدحواسی کے ساتھ گرتے پڑتے بھاگے۔ اور کسی کا پتہ نہ تھا۔ اسی سلسلہ میں بیراؤں نے نواب صاحب کا اسباب بھی باہر نکال کے پھینکدیا۔ اور سنتے ہیں کہ دو ایک ہلکے سے ڈنڈے ان پر بھی پڑ گئے مرتا کیا نہ کرتا۔ موٹر میں بیٹھ کے ہوٹل سے باہر نکلے۔ دونوں موٹریں قریب ہی سڑک کے کنارے ایک مقام پر روک لیں اور انہیں میں درختوں کے نیچے بسیرا لیا۔

صبح کو آنکھ کھلی تو دیکھا کہ بندی اور سعادت بھی موجود ہیں گو کہ عجب مصیبت دبے خانمانی میں رات کاٹی تھی مگر حشمت کی جیب سے آنکھ لگ ہی گئی تھی۔ انگڑائی لے کے پوچھا "کہو تم نے ان عامل صاحب کا پتہ لگایا۔ خدا جانے کس منحوس گھڑی گھر سے چلا تھا کہ جو بات پیش آتی ہے الٹی ہی ہوتی ہے۔ وہاں ریل کے ... پردہ ماجرا پیش آیا۔ چند ای لاکھ خوشامد کی کمبخت نے ایک نہ سنی۔ ... جو آفت سر پر آئی وہ سب پر بالا ہے تم بھی کوئی ایسی ہی خبر لائی ہوگی۔ ... بالکل ایسی تو نہیں ہے۔ مگر جھگڑا اس میں بھی پڑ گیا ...

نواب: "وہ تو میں پہلے ہی سمجھا تھا۔ خیر بتاؤ اس میں کیا جھگڑا پڑا؟"
بندی۔ خداوندا! ان عامل صاحب کا نام ملا مراد ہے"
نواب۔ (بات کاٹ کے) نام تو اچھا اور مبارک ہے"
بندی: جی ہاں اُن کے پاس جانے سے مراد پوری ہو ہی کے رہتی ہے۔ مگر لوگوں نے انھیں اس قدر گھیرا اور ستایا کہ حلال نگر کو چھوڑ کے کوئی پانچ کوس پر ایک جنگل میں جا کے بیٹھ رہے ہیں۔ وہاں ہندو جوگیوں کی طرح دھونی رما کے بیٹھے رہتے ہیں۔ اور کوئی لاکھ بلائے اور چاہے کیسا ہی لالچ دلائے اپنی جگہ سے نہیں اُٹھتے"
نواب: تو کیا مضائقہ ہے؟ موٹر میں بیٹھ کے ہم وہیں پہنچ جائیں گے"
سعادت: مگر حضور سرکار! مشکل یہ ہے کہ وہاں کسی دن کو وہ کسی کو اپنے پاس نہیں پھٹکنے دیتے۔ فقط رات کو آدھی رات کے بعد ملتے ہیں"
نواب: پھر وہ جب ملتے ہی نہیں وہ جگہ تو معلوم ہے؟ وہاں کون ہیں؟"
سعادت: جی ہاں! ہم اور بندی دونوں اس جگہ کو خود جا کے دیکھ آئے ہیں۔ مگر فقط جگہ معلوم ہو گئی۔ اُن کا پتہ نہ تھا۔ دن کو خدا جانے کہاں غائب ہو جاتے ہیں؟ سنتی ہوں کہ لوگوں نے جا کے چاروں طرف کی خاک چھان ڈالی مگر انھیں نہ پایا"
نواب: تو پھر آج رات کو چلو۔ چاندنی رات ہے جانے اور آنے [illegible] نہ ہوگا"
بندی: قربان جاؤں ایک شرط بڑی ٹیڑھی سی ہے"
نواب: وہ کیا؟"
بندی: حضور وہ شرط یہ ہے کہ جو ان سے ملنے کو جائے پیدل جائے۔ گاڑی [illegible] اور پر گاڑی چھوڑ دے کہ انھیں پتہ نہ لگے۔ موٹر کی آواز اور وہ بھی وہاں تک جاتی ہے۔ اور انھیں کہیں پتہ لگ گیا کہ [illegible] لوگ ... سے ہیں تو بُرا ہوگا"
نواب: کیا مضائقہ ہے۔ ہم موٹر کو ایک میل ادھر چھوڑ دیں گے۔ اور

چاندنی مین ٹھنڈے ٹھنڈے ٹہلتے چلے چلین گے وہان اور کوئی ہونے سے رہا۔ جس کے دیکھ لینے کا ڈر ہو"

سعادت:"اور کوئی کیون ہونے لگا تھا؟ اور بھلی مین کیا جانون شاید کوئی ہو۔ لوگ دور دور سے اُن کے پاس آتے ہین۔ اور اُن کا سے ملنے کا وقت رات ہی کا ہے"

نواب۔ تو ہم دور سے دیکھ لین گے کہ کوئی اور تو نہین ہے۔ اور جب سب ہٹ جائین گے تب جائین گے۔ لیکن وہان تو ہم رات کو چلین گے دن کو کہان چل کے ٹھہرین؟"

بندی۔ یہ موا انگریز بڑا ظالم نکلا۔ تین بجے رات کو ہوٹل سے نکلوا دیا اور کمبخت ہوٹل والون کو بھی خیال نہ آیا کہ کیا کر رہے ہین؟"

نواب:"یہ صرف پرانی عداوت کی وجہ سے ہے۔ ینی تال مین بھی ایک دفعہ ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ بلکہ وہان تو ان لوگون نے مجھے منع کر دیا کہ جہان انگریز لوگ رہتے یا ٹہلتے ہون نہ ٹھہرا کرون۔ مگر دیکھو لاٹ صاحب سے مل کے کیا کرتا ہون۔ سب باتون کا بدلہ نہ لیا تو بائین مونچھ منڈوا ڈالون۔ اور یہان تو ارادہ ہے کہ اپنا ایک ذاتی مکان مول لے لون۔ لیکن اس شہر کے بدمعاشون کا خیال آتا ہے تو دل مین نفرت پیدا ہو جاتی ہے"

سعادت:"لیکن آج دن بھر حضور کہان رہین گے؟"

نواب۔ کیا کہون؟ چند لکے وہان اچھی خاصی طرح جا کے ٹھہر جاتا۔ لیکن المحسن ظالم نے رات کو ایسی سنگدلی اور بےوفائی کی کہ اس کی صورت سے بھی نفرت ہو گئی۔ خیر کسی اور ہوٹل مین جا کے ٹھہر جاؤن گا"

یہ کہہ کے مصاحبون کو روانگی کا حکم دیا۔ اور سواری ایک دوسرے ہوٹل مین رونق افروز ہوئی۔ یہان پہونچتے ہی نواب صاحب نے حسب عادت سارا دن خواب خرگوش مین بسر کیا۔ مغرب کے وقت اُٹھے اور ملا مراد صاحب کے پاس جانے کی تیاریان ہونے لگین۔

پانچوان باب

ملا کی ملاقات

چاندنی رات ہے۔ اور گرمیون کا موسم۔ ظلمت کدۂ شب مین چاند کا قمقمہ روشن ہے۔ آٹھ بج چکے ہین۔ اتنے مین دو موٹرین خاک اڑاتی اور ہوا سے باتین کرتی ہوئی حلال نگر کے شمالی ناکے سے نکلین۔ ماہتاب داہنی جانب کے افق سے بلند ہو کے سیم تنان فلک کی محفل مین اس بیباکی سے گھس پڑا ہے جیسے ہمارے نواب حرام پور ایک دن اپنے وزیر کے زنانے مین گھس پڑے تھے اور اُنکے خوف سے گھر کی بی بیان اِدھر اُدھر بھاگ گئین تھین۔ لیکن جو بدنصیب بہو بیٹیان زبردستی روکی گئین تھین۔ اُن کے چہرے اسی طرح اتر گئے تھے جیسے اسوقت ماہتاب کی بیباکیون سے چند نظر آنے والے آتش رخان فلک کے چہرے اترے ہوے ہین۔ یا شاید یہ ہو کہ ان باد رفتار موٹرون کو دیکھ کے جن پر نواب حرام پور اور اُن کے مصاحب سوار ہین اور اُن کی سیہ کاریون کے خیال سے شرما کے پاکدامن حسینان فلک نے اپنی آنکھین بند کر لی ہین۔

دم بھر مین موٹرین میدانون اور گھنے درختون مین گزرتی ہوئی کئی کوس نکل گئین اور یکایک بندی جان نے جو نواب کے برابر بیٹھی تھی چلا کے کہا "بس بس! حضور موٹرین رکوا لیجیے۔ دیکھیے وہ اندھیرے مین دُور پر جو مٹھی درخت نہین نظر آ رہے ہین؟ اُنھین مین مُلا صاحب ہین"۔

فوراً نواب صاحب کے حکم سے موٹرین رکین۔ سب لوگ سڑک پر اتر پڑے اور نواب نے بندی کی طرف دیکھ کے پوچھا "اکیلا مین چلون یا ان سب لوگون کو بھی ساتھ لے لون؟"

بندی: "نہین حضور۔ حضور کو بالکل تنہا جانا پڑے گا۔ مُلا صاحب کے سامنے تو ہم بھی حضور کے ساتھ نہین جا سکتے۔ مگر ان سب صاحبون کو حکم دیجیے کہ یہین ٹھہرے رہین"۔

نواب: "بھئی مین تنہا تو نہ جاؤن گا۔ مجھ سے کچھ کہا سُنا نہ جائے گا"۔

بندی: "یون تو ہم دونون پاس ہی حاضر رہین گے۔ مگر اُن کے سامنے ہم سب کے

ایک ساتھ جانے مین خوف ہے کہ بگڑ نہ جائین۔ سُنتی ہون وہ بڑے نازک مزاج ہین۔ اور ذرا ذرا سی باتون پر بگڑ کھڑے ہوتے ہین"۔

نواب "تو پھر اکیلی تم ہی جا کے ملو۔ اور میرا ذکر کرو۔ جب وہ اجازت دین تو مجھے بلا لینا"۔

سعادت "ہمین عذر نہین۔ شاید ہماری التجا اور خوشامد پر اُنھین ترس آجائے"۔

اس قرارداد کے مطابق مصاحبین یہین ٹھہر گئے۔ اور نواب س : ضع سے پوقدمی چال چلتے ہوئے آگے بڑھے کہ داہنی طرف ہندی تھی اور بائین طرف سعادت اور حشمت۔ کوئی آدھ گھنٹہ مین اُن درختون کے قریب پہونچے۔ مگر دل کی یہ حالت تھی کہ جو جو آگے بڑھتے منظر بھیانک اور خوفناک نظر آتا۔ دور سے درختون کے اندر الاؤ کی روشنی مین کچھ لوگ چلتے پھرتے دکھائی دیے۔ مگر جب قریب گئے اور درختون کے جھنڈ کے اندر قدم رکھا تو کوئی نہ تھا۔ اکیلے مُلّا صاحب الاؤ سے ذرا فاصلے پر خاموش بیٹھے تھے۔ اور آپ ہی آپ نظر نہ آنے والے رجال غیب سے باتین کر رہے تھے۔

ان کی سفید نورانی داڑھی پر آگ کی شعاعین پڑ رہی تھین۔ اور حرکت کرنے مین ایسا معلوم ہوتا جیسے داڑھی کے اندر جا بجا بہت سے جگنو چمک جاتے ہین۔ چہرے سے باوجود بڑھاپے کی نورانیت کے ایک دل پر ناگوار اثر ڈالنے والی صلابت اور کرختگی نمایان تھی۔ سر پر بڑا بھاری عمامہ تھا۔ جس کا بوجھ اُن کے سر کو چاہے نہ محسوس ہوتا ہو مگر دیکھنے والون کے دل پر اس سے ناقابل برداشت تھا کہ ان کے دلون تک پہونچتے پہونچتے رعب اور خوف بن جاتا۔ گلے مین ایک لمبا اور نہایت اُجلا کرتا تھا۔ اور کمر مین سیاہ تہمد۔

اس سناٹے مین یہ صورت دیکھتے ہی نواب صاحب کو جنون کا وہ دربار یاد آگیا جسمین اُنھین حزن دہی کی گئی تھی۔ اور بے اختیار دل مین خیال گزرا کہ یہ ملا صاحب کوئی جن تو نہین ہین؟ اپنا یہ خیال وہ جھجک کے ہندی کے کان مین کہنے ہی کو تھے کہ وہ انھین ایک درخت کی آڑ مین چھوڑ کے آگے بڑھ گئی اور قریب

جاتے ہی مُلّا صاحب کے سامنے سجدے مین گر پڑی - ملا صاحب نے اُس کی طرف نظر اُٹھائی تھی اور کچھ کہنے کو تھے کہ سعادت بھی جا پہونچی - اور جھک کے اُن کے قدم چوم لیے۔

ملا صاحب نے دو عورتون کو ایک ساتھ دیکھا تو چونک سے پڑے ایک لمحے کے لیے خاموش اور دم بخود رہے - پھر نہایت ہی بھاری اور ڈراؤنی آواز مین بولے "تم دونون کون ہو؟ یہان جنگل بیابان مین بھی میرا پیچھا نہین چھوڑتین؟"

سعادت - (جو خوف سے تھرتھر کانپ رہی تھی) "آپ ہزار بھاگین مگر ہم بھلا ان مبارک قدمون کو چھوڑ سکتے ہین؟"

مُلّا - (اُسی مہیب لہجے مین) "آخر مجھ مین کیا ہے جو تم یون راتون کو گھر چھوڑ چھوڑ کے اس وحشت ناک مقام مین میرے پاس دوڑی آئی ہو؟"

سعادت - "فقط اس لیے کہ حضور توجہ کی نظر فرمائین"

مُلّا - "میرے توجہ کرنے سے کیا ہو جائیگا؟ خیر اب فضول باتین نہ کرو [illegible] کیا [illegible]"

سعادت نے جواب مین نواب صاحب کی تقریب کا رُخ کیا [illegible] نے جو [illegible] ہوشیار اور زمانہ شناس عورت تھی ہاتھ جوڑ کے عرض کیا "حضور وعدہ فرمائین کہ ہماری حاجت روائی فرمائین گے"

مُلّا - "[illegible] وعدہ مین کسی بات کا نہین کر سکتا - خدا کے [illegible] کون [illegible] سکتا ہے؟"

[illegible] اسی طرح ہاتھ جوڑے ہوے) "مگر حضور [illegible] کی [illegible] کر سکتے ہین"

مُلّا - (بگڑ کے) "مین سب کچھ کر سکتا ہون اور کچھ نہین کر سکتا - [illegible] کرو؟"

بندی - (قدمون پر سر رکھ کے) "حضور وعدہ کر لین"

مُلّا - "تم لوگ مجھے بہت ستاتی ہو - اچھا آرام سے [illegible] بیٹھو [illegible] کہو - مجھ سے جہان تک ہو سکے گا تمھاری مدد [illegible] گا"

بندی - مین ایک صاحب کو اپنے ساتھ لائی ہون اجازت ہو تو اُنھین سامنے لاکے حاضر کرون؟ انھین کی آرزو میری آرزو ہے - اور جو وہ مانگین وہی بوڑھی کی مراد ہے؟"

مُلّا - "اِین!! کسی اور کو بھی اپنے ساتھ لائی ہو؟ تو بغیر مجھ سے پوچھے کسی کو کیون لے آئین؟ اور جسے ساتھ لائی ہو کیا اُسے خود آتے شرم آتی تھی جو تمھاری سفارش اُٹھواتا ہے؟"

صاحبزادی - "حضور وہ اس قدر پریشان ہین کہ ان باتون کے سوچنے کی نوبت ہی نہین آئی"

مُلّا - (برہمی کے ساتھ) "اب یہ لوگ مجھے یہان بھی نہ رہنے دین گے - بھیڑ لگا لگا کے رکھے ہین - میرے اذکار و اوراد مین خلل ڈالتے ہین - اور جب تک نہ ملون جان نہین چھوڑتے - خیر بلاؤ"

یہ جواب پاتے ہی بندی اُٹھی اور دوڑ کے نواب صاحب کو بلا لائی جو پیڑ کی آڑ مین سہمے ہوے کھڑے تھے - اور اس قدر خوف زدہ تھے کہ آگے قدم نہ اُٹھتا تھا بندی نے اُنھین زبردستی کھینچ کے درخت کی آڑ سے نکالا ڈھکیلتی ہوئی لائی اور مُلّا صاحب کے قدمون پر گرا دیا -

نواب صاحب بھلا کسی کا ایسا ادب کرتے؟ یہ مغرور پرشور سر بھلا ممکن تھا کہ کسی کے سامنے جھکے؟ یہ مکروہ چہرہ اور یہ حقیر ہاتھ پاؤن خدا جانے کیسے کیسے عالمون کتنے کتنے بڑے فاضلون کی تحقیر و توہین کر چکے ہین - نہ معلوم کن کن اور کیسی کیسی پایے کے زبان آورون کا ناطقہ اُس کے پر نخوت جاہلانہ دربار مین بند ہو چکا ہے - اُسے نہ مقتدایان ملت کا پاس و لحاظ ہے نہ اپنے بزرگون اور بڑون کا - مگر گذشتہ دربار راجہ کی کارروائیون نے ایسا ذلیل کر دیا ہے اور اب اس کے دل پر ایسا خوف طاری ہے کہ بے اختیار مُلّا صاحب کے قدمون پر گر پڑا اور اب تک پڑا ہوا ہے - سر اُٹھانے کی جراءت نہین ہوتی - مگر ملا جی بھی کچھ ایسا برہم مزاج شخص واقع ہوا تھا کہ بجاے اس کے کہ نواب کی اس فروتنی پر اُسے ترس آتا زور سے ایک لات ماری - اور کہا "عورتین تو جاہل اور نا

دل کی کچی ہوتی ہین تو مرد ہو کے میرے سامنے سجدہ کرتا ہے؟ جا دور ہو یہان سے! ایسے بدتمیزون سے مین نہین ملتا۔

نواب کو لات کھانے پر بھی سر اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی اسی طرح زمین پر پڑے رہے مگر بندی نے ہاتھ جوڑ کے کہا "حضور خفا نہ ہون۔ اور معاف فرمائین انھین خبر نہ تھی کہ حضور قدم بوسی کو پسند نہین فرماتے ہین"

مُلّا۔ (نہایت برافروختگی سے) "یہ قدم بوسی نہین سجدہ ہے۔ مین نے مانا کہ یہ جانتا تھا مین ایسی پرستش اور مشرکانہ حرکت سے خوش ہوتا ہون مگر آخر یہ مسلمان ہے یا نہین؟"

سعادت۔ (ادب سے) مسلمان کیون نہ ہوتے؟"

مُلّا۔ "تو کیا اسے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ایسی حرکت سے یہ بے ایمان اور کافر ہو جائیگا؟"

سعادت۔ "خیر جو ہوا سو ہوا۔ اب حضور قصور معاف فرمائین؟ اور اپنا وعدہ پورا کرین"

مُلّا۔ "مین نہ کسی بات کا دعوی کر سکتا ہون اور نہ کسی چیز کا اقرار۔ ہان دعا کرون گا مگر تمھارا مطلب تو معلوم ہو"

سعادت۔ "ہم دونون نے انھین حضور سے لاکے ملا دیا۔ اب ہم یہان سے ہٹے جاتے ہین۔ انھین جو کچھ عرض کرنا ہے اکیلے مین عرض کرین گے" یہ کہکے اُس نے نواب صاحب سے کہا "حضور ہم جاتے ہین۔ اور یہ یہان حضور کے پاس ہی رہین گے۔ حضور اُٹھ کے ملا صاحب کی خدمت مین اپنی مراد عرض کرین اور جب ضرورت ہو ہمین پکار لین" یہ کہتے ہی دونون عورتین ہٹ کے آڑ مین اور اتنی دور پر جا کے ٹھہرین کہ نواب اور ملا صاحب کی باتون کو نہ سن سکین۔

چھٹا باب
اظہار حال

جس وقت سعادت اور بندی واپس چلی ہین۔ نواب کا دل زور زور سے

دھڑکنے لگا۔ ارادہ کیا کہ انھین پکار کے روکین۔ مگر جرأت نہ ہوئی۔ اُسی طرح زمین پر پڑے ہوئے تھے اور اُٹھنے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کے ملا صاحب نے اُسی کرخت آواز مین مگر ذرا نرمی اور تسلی دینے کے لہجے مین کہا "خیر۔ اب اُٹھو اور بتاؤ کہ کس لیے آئے ہو؟ آخر کب تک پڑے رہو گے؟"

نواب "مین نہایت خوف زدہ ہون اور حضور کی طرف نظر اُٹھانے کی جرأت نہین ہوتی"

ملا "کوئی ڈرنے کی بات نہین۔ اور نہ میری صورت ایسی ڈراؤنی ہے کہ انسان کے حواس جاتے رہین"

نواب۔ (اُٹھ کے اور دو زانو بیٹھ کے مگر نیچی نظر کیے ہوے) "لیکن میرا تو یہی حال ہے؟"

ملا "اگر آدمی غور کرے تو دنیا مین کوئی ایسی چیز نہین ہے جس سے کوئی ڈرے اور نہ اصل مین کوئی کسی سے ڈرتا ہے۔ جتنا خوف اور دھڑکا ہوتا ہے سب اپنے اعمال اور اپنے گناہون کا ہوتا ہے۔ گناہون اور بداعمالیون ہی کا اثر ہے جو آدمی پر ندامت اور خوف کی صورت مین نمایان ہوتا ہے"

نواب۔ (محض تقلیداً) "بجا ہے"!

ملا۔ (برہم ہو کے) اِس "بجا" سے مجھے نفرت ہے۔ نہ مین حرام پور کا نواب ہون جسکی نسبت دنیا بھر مین مشہور ہے کہ اول درجے کا بدکار و بدمعاش ہے اور نہ تم میرے مصاحب ہو کہ بے سوچے اور بغیر دل سے قائل ہوے بجا کہہ دیا کرو۔ سنو۔ انسان صرف ایک وجہ سے ڈرتا ہے۔ وہ فقط اپنے حرکات اور اپنی بدکاریون کے انجام کو یاد کر کے ڈرتا اور ہر اپنے پرائے سے بدگمان ہو کے اس سے خوف کھاتا ہے۔ اور ہر وقت اندیشہ لگا رہتا ہے کہ یہ مجھے بدنام نہ کر دے میرے ساتھ دشمنی نہ کرے۔ میرے دشمنون کا دوست نہ ہو جائے۔ ہوتے ہوتے وہ اپنے گرد و پیش کے لوگون۔ عزیزون۔ قریبون۔ بی بی۔ بچون۔ یہانتک کہ اپنے سایے تک سے بھڑکنے لگتا ہے۔ اور چند روز مین یہ حالت ہو جاتی ہے کہ جدھر نظر اُٹھا کے دیکھتا ہے مہیب شکلین نظر آتی ہین۔ اور زندگی

عذاب ہو جاتی ہے۔"

ان باتون سے نواب کے دل پر بڑا اثر کیا۔ دلمین کہا "یہی حالت آجکل میری ہو رہی ہے۔ اپنے پرائے کو خوف کی نگاہون سے دیکھتا ہون۔ ہر شخص سے بدگمان ہون۔ جن امور کو مین مخفی اور پوشیدہ خیال کرتا تھا بالکل طشت ازبام ہو گئے۔ ہر مصاحب پر گمان ہوتا ہے کہ اُسی نے راز افشا کر دیا ہوگا۔ میری یہ حالت دیکھ کے مصاحبون نے سازشین کرنا شروع کر دین۔ ان کی پارٹیان بن گئین۔ اور ہر پارٹی دوسری کو ملزم بتاتی ہے۔ اور مین دونون سے ڈرتا ہون۔

نواب انھین خیالات مین تھے کہ ملا صاحب نے کہا "مجھے تمھارے ساتھ اوقات ضایع کرنے کی زیادہ فرصت نہین ہے۔ جو کچھ کہنا ہو جلدی کہو۔"

یہ آواز سنتے ہی نواب اس طرح چونک پڑے جیسے کہ کوئی خواب مین ڈر جاتا ہے۔ گھبراہٹ کے ساتھ اپنے آپ کو سنبھالا اور کہا "مین نے سنا ہے جناب کو اجنہ کے عالم مین حکومت حاصل ہے اور مین جنون کا ستایا ہوا ہون۔ ایک زمانے مین مین جنون کے وجود کا قائل ہی نہ تھا۔ لیکن اب یہ حال ہے کہ مجھے ہر طرف جن ہی جن دکھائی دیتے ہین۔ اور ہر وقت بیقرار روح پر ایک ہیبت طاری رہتی ہے۔"

ملا "جنون نے تمھین کیا ستایا؟ جنون کا قاعدہ ہے کہ ان مین جو اچھے نیک اور ایماندار ہین وہ کبھی کسی انسان کو نہین پریشان کرتے۔ اور اسی وجہ سے اُنپر کسی کا کچھ زور نہین چل سکتا۔ ہان اشرار اجنہ البتہ کبھی کبھی لوگون کو ستانے لگتے ہین۔ اور اُن کو ہر طرح کی سزا بھی دیجا سکتی ہے۔ تم اپنے واقعات بیان کرو تو معلوم ہو کہ تم کو کس قسم کے جنون سے سابقہ پڑا ہے۔ یعنی وہ کیون اور کس غرض سے ستاتے ہین۔

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کے) "آپ فرماتے ہین کہ انسانون کو برے جن ہی ستاتے ہین؟"

ملا "جنون ہی پر موقوف نہین انسانون مین بھی یہی قاعدہ ہے کہ برے ہی دوسرون کو ستایا کرتے ہین۔ اچھے آدمیون سے کبھی کسی کو آزار نہین پہونچتا۔"

نواب :۔ بے شک ! اسی سے میرا خیال ہو کہ جن جنون نے مجھے ستایا وہ بُرے جن ہون گے"

مُلّا :۔ حالات سنون تو بتاؤن کہ وہ کیسے اور کون سے جن تھے "

مُلّا صاحب کو مشتاق پا کے نواب نے تفصیل کے ساتھ اپنے واقعات بیان کرنا شروع کئے۔ لکھنؤ مین ایک مخفی گھر مین جا کے عجیب و غریب طریقے اور نہایت ہی خوف زدگی کے ساتھ گرفتار ہونا۔ پھر ایک عجیب عدالت مین پہونچنا جسکے اجلاس رات کو ہوا کرتے تھے۔ جنون کے ایک شاہزادے کا مدعی ہونا۔ فرشتہ صورت قاضیون کا مقدمہ کی سماعت کرنا۔ اور نواب کے دوستون اور جاننے بُوجھنے لوگون مین سے صدہا زن و مرد کا آکے اُن کے خلاف گواہی دینا۔ اُن کے ساتھ اور بہتون کا مجرم قرار پانا۔ پھر عدالت کے فیصلے سے تمام مجرمون کا فنا کر دیا جانا اور اپنا ہمیشہ کے لیے مردود و ملعون قرار پا کے اور مردانگی کی قوت سے محروم ہو کے چھوڑ دیا جانا۔ غرض سارا قصہ اول سے آخر تک کہہ سُنایا"

مُلّا :۔ اور تم پر الزام کیا لگایا گیا؟

نواب :۔ یہ کہ حلال نگر مین ایک زمانے تک جو دلھنین شادی کے دن غائب ہوتی رہی تھین وہ میری سازش اور خواہش سے غائب ہوئین۔ اور شہزادی نام حلال نگر کی ایک بازاری عورت نے میرے کہنے سے یہ ظاہر کیا کہ جنون کا شاہزادہ عباس اس کے سر پر آیا۔ اور قبول کر گیا کہ اُن دلھنون کو وہی اُڑا لیجاتا ہی"

مُلّا :۔ اور یہ سب واقعات صحیح تھے؟"

نواب :۔ (ندامت سے آنکھین نیچی کر کے) صحیح ضرور تھے"۔

یہ بیان سُن کے مُلّا مراد کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ ریش مقدس کی نورانیت سے شعلے نکلنے لگے۔ اور مشتعل آنکھین آتش باری کرنے لگین۔ مگر برافروختہ چہرے کو متین و سنجیدہ بنا کے بولے "مین نے کہا تھا کہ اچھے اور اپنا دار جن انسانون کو نہین ستاتے۔ جس طرح اچھے آدمی مردم آزاری نہین کرتے۔ مگر بدکارون کو سزا دینا جس طرح اچھے انسانون پر فرض ہے ویسے ہی اچھے جنون پر بھی فرض ہے۔ اِن واقعات سے تو معلوم ہوتا ہی کہ یہ کام اچھے اور نیک جنون کا ہے جن پر کسی کا کچھ

زور نہین چل سکتا۔ مگر خیر بتاؤ کہ تم کیا چاہتے ہو؟"

نواب "(دہا تھ جوڑ کے) صرف دو باتین۔ یہ کہ اُن جنون سے بدلہ لون جنھون نے مجھے ستایا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ میری گم شدہ قوت پھر عود کر آئے مجھے پورا پورا یقین ہو کہ اگر جناب نے توجہ فرمائی تو میری دونون تمنائین برآئین گی"

مُلّا "(زیر لب مُسکرا کے) "بس اسی قدر؟ یا کچھ اور بھی چاہتے ہو؟"

نواب۔ (ذرا خوش اور مطمئن ہو کے) "یہ بھی آرزو تھی کہ میرے اُن تمام نمک حرام مصاحبون اور ملازمون کا پتہ چل جاتا جنھون نے میرے خلاف شہادتین دے کے مجھے مجرم ثابت کیا ہو۔ یا کم از کم یہی معلوم ہو جاتا کہ اُن سب کا کیا حشر ہوا"

مُلّا "غرض تمھاری تمنا یہ ہے کہ تم مین پھر ویسی ہی قوت پیدا ہو جائے تاکہ پہلے کی طرح پھر شریف اور بیکس لڑکیون کا شکار کھیلا کرو۔ وہ جن (؟) ڈ دیے جائین جنھون نے تم کو سزا دی تھی تاکہ پھر کوئی تمھارا ہاتھ نہ پکڑ سکے۔ اور جن لوگون نے تمھارے خلاف گواہی دی تھی تمھارے قبضہ مین ہو جائین تاکہ (؟)"

نواب "جی ہان یہی چاہتا ہون۔ اور یہی میری تمنائین ہین۔ لیکن ان مین سے جو پوری ہو جائین" مگر دل پر ندامت اور کمزوری کا کچھ ایسا اثر پڑ رہا تھا کہ یہ کہتے وقت نواب صاحب کی آنکھین ندامت سے نیچی ہو گئین۔

مُلّا مراد نے ان باتون کو محسوس کر لیا۔ اور کینہ آلود مُسکراہٹ کے ساتھ کہا "تم مجھ سے چارہ کار چاہتے ہو۔ اور مجھ سے جہان تک ممکن ہے گا تمھاری مدد کرون گا۔ اُن جنون کو بلواؤن گا جنھون نے تمھارے ساتھ یہ سلوک کیا ہو۔ اور اُنکا بیان سُننے کے بعد کہہ سکون گا کہ تمھارے معاملہ مین کہان تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ مگر مین پوچھتا ہون کہ اپنی جسمانی کمزوری کے دفع کرنے کے لیے حکیمون سے کیون نہین مدد لیتے؟ اور سُنتا ہون کہ ایسی مشکلاتون کے دفع کرنے کے لیے بعض طبیبون کے پاس نہایت ہی مجرب نسخے ہین"

نواب "اُن سے میرا علاج نہ ہو سکے گا۔ اور سچ یہ ہے کہ مجھے اُن حکیمون کا اعتبار بھی نہین ہے"

مُلّا:۔ کیون؟ میرے نزدیک تو ہندوستان مین بڑے بڑے حاذق طبیب پڑے ہوے ہین "

نواب:۔ ایک حاذق حکیم صاحب کو مین نے اِسی خیال سے بُلا کے اپنے پاس نوکر رکھا۔ اُن کا بہت کچھ پاس و لحاظ کرتا تھا۔ ہزار روپیہ اُنکی نذر ــــــــــ "

مُلّا:۔ جنون کے ہاتھ سے ستائے جانے کے بعد؟ "

نواب:۔ جی نہین اِس سے بہت پہلے۔ بے اعتدالیون اور بدپرہیزیون کی وجہ سے مجھے یہ شکایت بمصداق ع اُڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوے۔ آغاز شباب ہی مین پیدا ہو گئی تھی۔ اِس شکایت کے رفع کرنے کے لیے مین نے اُن حکیم صاحب کو اُن کے بڑے بڑے نخرے اُٹھا کے بُلایا۔ انھون نے کھانے اور لگانے کی چند مجرب دوائین تجویز کین۔ اور فرمایا چالیس دن کے بعد سخت پرہیز اور ناقابل برداشت رکاوٹون کے بعد مین پہلے پہل کسی نہایت ہی کالی کلوٹی دوشیزہ لڑکی کو اپنی خلوت مین بُلاؤن۔ یون میری پری جمال و حسین معشوقاؤن سے تنگ کر کے اُنھون نے یہ حرکت کی کہ علاج ہی کے بہانے میری گل اندام بی بیون سے تعلقات پیدا کر لیے۔ یہ جو مین نے سُنا تو تن بدن مین آگ لگ گئی۔ مگر اثنای علاج مین بگاڑتے نہ بنتی تھی۔ بڑی مشکلون سے مین نے ضبط کیا۔ اور جب چلہ پورا ہو لیا اور ایک نہایت ہی بدصورت سیہ فام کہاری میرے محل مین داخل ہو چکی تو مین نے اپنی بے عزتی کے چھپانے کے لیے اُن حکیم صاحب پر جواہرات چرانے کا بے بنیاد الزام قائم کر کے چاہا کہ انھین گرفتار کر لون۔ اور جی کھول کے بدلہ لون۔ مگر وہ میرے تیور پہچان گئے۔ اور قبل اِس کے کہ میرا ہاتھ اُن تک پہونچے بھاگ کھڑے ہوے "

مُلّا:۔ مگر تمھین اُس علاج سے فائدہ بھی ہوا؟ "

نواب:۔ جی فائدہ تو کیا دو تین مہینے فائدے کا دھوکا رہا۔ مگر بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ایک بار چندر نگر کے لیے مین شکار کو گیا میری خاص محل جن کے مہر مین آدمی ریاست کے قریب لکھی ہوئی ہے۔ اور جن سے قانونی چارہ جوئی کے ڈر سے مین ہمیشہ ڈرتا رہتا ہون ساتھ نکلین اور وہ حکیم صاحب کی

یا دگار رکوتا پری بھی ہمراہ تھی جس نے اپنی اطاعت اور دلداریون سے مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ جنگل مین پڑاؤ تھا۔ اور مین شکار کو گیا ہوا تھا خاص محل صاحبہ کیمپ کے اندر سیر کو نکلین۔ اور اُس خیمے کے پاس پہونچین جسمین میری شب رنگ محبوبہ تھی۔ اُس نے میری معشوقہ ہونے کے غرور مین اُنھین سلام نہین کیا۔ اور اُنھون نے ہنٹر سے اُسے اتنا پیٹا کہ کھال گرادی مین جب واپس آیا تو میری مظلوم کالی عذار حسینہ پھوٹ پھوٹ کے روئی۔ اپنے پٹنے کی برتین دکھائین۔ مجھے اُس کی حالت دیکھ کے بہت غصّہ آیا۔ اور آمادہ ہو گیا کہ اسی وقت جا کے اسی طرح ہنٹر سے خاص محل کو پیٹون لیکن سمجھا جون سنے ہو گا اور اس بے اعتدالی کے نشیب و فراز سوچا کیے۔ شیر مین تو اس وقت ناخوش ہو رہا مگر اس وقت سے بی بی صاحبہ ایسی بگڑی ہوئین ہین کہ ہر وقت اپنے میکے جانے کو تیار رہتی ہین۔ اور مین کبھی خوشامد سے اور کبھی جبر و تشدد سے اُنھین روکتا رہتا ہون۔ کہین وہ اپنے مکان چلی جائین۔ اور اپنے بھائیون کو مخالفت پر آمادہ کر دین تو میری زندگی عذاب ہو جائے۔ اس ڈر کے مارے نہ اُن سے کسی کو ملنے دیتا ہون۔ اور نہ کہین اُنھین جانے دیتا ہون۔ مگر اُن کی برہمی سے ہر وقت ایک ہنگامہ بپا رہتا ہے۔ اصل یہ ہو کہ مین جیتے جی عذاب مین مبتلا ہو گیا ہون۔ اور یہ سب اُن حکیم صاحب کی عنایت ہو"

مُلّا:- اسمین حکیم صاحب کا کیا قصور؟ مین تو سمجھتا ہون کہ تم اپنے ہی اعمال کا خمیازہ بھگت رہے ہو۔ اس کالی عورت ہی پر کیا موقوف ہے؟ اور سیکڑون ہزارون لڑکیون کو بُلا بُلا کے تم بے آبروکیا کرتے ہو کیا اس سے تمھاری خاص محل خوش ہین؟"

نواب:- مگر اُن حکیم صاحب نے میری خاص معشوقائون سے جو تعلقات پیدا کیے یہ اُن کے لیے جائز تھا۔

مُلّا:- جن لوگون کی حرکتین تمھاری سی ہوتی ہین اُن کا عام قاعدہ ہو کہ اپنی بدکاری اور اخلاقی و جسمانی کمزوری کے باعث ہر ایک سے بدگمان ہو جاتے ہین اپنے سایے تک سے ڈرتے ہین۔ دل مین یہ چور رہتا ہے کہ جن بری جمالی

گلبدنون کو مین نے قید کر رکھا ہے ان کی خواہشات محبت مجھ سے کسی طرح نہین پوری ہو سکتین۔ اس لیے ضرور ہو کہ وہ کسی نہ کسی طرح اپنی محبت کی ہوس کو دوسرون سے پورا کر لیا کرین۔ یہ خیال اُسے ہر اُس شخص سے جو اسکی صحبت مین رہی یا اسکے محل کے پاس آیا جاتا ہو۔ بدگمان کر دیا کرتا ہو۔ اُن حکیم صاحب نے ہرگز کوئی ایسی بیہودہ حرکت نہ کی ہوگی۔ یہ صرف تمھاری بدگمانی ہو"

نواب "مگر مجھے تو اُن کی ان شرارتون کا یقین کامل ہو"

مُلّا "تم کیا۔ اور تمھارا یقین کیا ؟ اچھا دیکھو مین ایسی تدبیر کرتا ہون کہ کسی امر مین شک ہی نہ باقی رہے"

ساتوان باب

خضر اسپیل

اب نواب دل ہی دل مین خائف اور بدحواس تھے۔ تمام سیہ کاریان اور ساری ظالمانہ بدمعاشیان نظر کے سامنے آ آ کے فاش ہو جانیکا خوف دلا رہی تھین۔ کہ استنے مین ملا صاحب نے قرآن مجید کی چند آیتین پڑھین۔ پھر کچھ غیر مفہوم الفاظ زبان سے نکالے۔ اور ہاتھون کو پھیلا کے چارون طرف گھمایا۔ ساتھ ہی چارون طرف کے درخت ہلنے اور اُنکے پتے زور زور سے کھڑکھڑانے لگے۔ ایک آنًا فانًا مین یہ معلوم ہوا کہ سخت زلزلہ آ گیا ہے۔ اور یکایک ایک نہایت ہی سن رسیدہ لمبی داڑھی اور نورانی چہرے والے بزرگ سر پر سفید عمامہ باندھے اور اُجلی بُرّاق عبا پہنے آکے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اور نہایت ہی متانت کے ساتھ مُلّا صاحب سے پوچھا "آپنے مجھے کیون یاد کیا ہو"

مُلّا "یا حضرت خضر! یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے اس کے واقعات مین بہت سے ایسے راز سربستہ ہین جو بغیر آپ کی مدد کے حل نہین ہو سکتے۔ خدا نے آپ کو غیب کی باتون کا علم دیا ہے۔ لہذا اس کی مشکلین آپ ہی سے حل ہو سکین گی۔ آپ میرے برابر بیٹھ جائیے"

ان بزرگ کو دیکھ کے نواب دل مین کانپ گئے۔ اس لیے کہ جو تین بزرگ

اجنہ نے ان کا فیصلہ کیا تھا ان میں سے ایک کی صورت ان سے بہت ملتی تھی اور نواب کو بالکل یقین تھا کہ یہ وہی ہین - ڈر ڈر کے اور سہم سہم کے اُن کی صورت دیکھ ہی رہے تھے - کہ انھون نے قدم آگے بڑھایا - اور نواب کے گھبرائے چہرے کو دیکھ کے مُسکراتے ہوے ملّا مراد کے برابر بیٹھ گئے -

نواب - (نہایت دہشت سے) "حضور اجازت دین تو وہ دونون عورتین بھی اب یہان چلی آئین - الگ کونے مین خاموش بیٹھی رہین گی "

مُلّا - (درشتی کے ساتھ) "عورتین ایسی صحبت مین نہین شریک ہو سکتین " یہ کہہ کے انھون نے تازہ وارد مقدس بزرگ کی طرف رُخ کر کے کہا -

"یا حضرائیل! یہ شخص نہایت ہی بدکار اور زانی ہے - شہوت پرستی کے جوش مین بڑے بڑے مظالم کر چکا ہے جسکا قدرتی بدلا یہ ملا کہ اسمین جسمانی کمزوریان پیدا ہوئین - اور علاج کے لیے ایک حکیم صاحب دور سے بُلائے گئے - حکیم صاحب نے علاج کیا اور پرہیز یہ بتایا کہ یہ کسی عورت کے پاس نہ جائے - اور مدت علاج ختم ہونے کے بعد کسی سیاہ فام دوشیزہ کو بی بی بنا کے اپنے محل مین رکھے ان باتون سے اُس کے دلمین یہ بدگمانی ہوئی کہ حکیم صاحب نے میری پری جمال و گلفام مہ جبینون کو مجھ سے چھڑا کے اپنا دوست بنا لیا ہے اور اُن سے ناجائز تعلقات پیدا کر لیے ہین - میرا خیال یہ ہے کہ ایک مہذب اور حاذق طبیب سے ایسے افعال نہین سرزد ہو سکتے - اور اُس کی بدگمانی صرف اپنی ذاتی کمزوری کی وجہ سے ہے مگر یہ نہین مانتا - اب آپ فرمائین کہ اس کی بدگمانی صحیح ہے یا میرا خیال ؟"

حضرائیل ۔ (نواب سے) "تمھین اپنے اِس گمان کا کوئی ثبوت بھی ملا تھا "

نواب "کیا یہ بات کافی ثبوت نہین ہے کہ اُس نے مجھے اپنی بی بیون اور حرم والیون سے روک دیا ؟"

حضرائیل - (ملا صاحب سے) "آپ نے اِس کی دلیل سُن ہی لی اِسی سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ یہ کیسا احمق ہے - اصل یہ ہے کہ اُس کی زندگی ہی شبہات و اوہام کا مجموعہ ہے "

مُلّا "آپ مہربانی کر کے اپنی روحانی قوت [illegible] دانی کے کمال سے مدد دے کے

مجھے اس کی بدگمانیوں کے چند اور واقعات سنائیں تاکہ میں اندازہ کرسکوں کہ یہ کیسا شخص ہے اور اس کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے ؟"
ملا صاحب کی خواہش کے مطابق فرشتہ صورت خضرائیل تھوڑی دیر تک سر جھکا کے مراقبہ میں رہے اور یکا یک گھبراگے اس طرح چونکے جس طرح کوئی سخت شدید اُمس سے پریشان ہو کے بدحواس ہو جاتا ہے۔ اور کہا "ملا مراد! آپ نے کسے اپنے پاس بٹھا رکھا ہے؟ جس سے زیادہ ناپاک ذہن اور شخص دنیا میں نہیں ہے۔ اس کی بدظنیوں نے دنیا میں جیسے جیسے ظلم کیے ہیں کبھی کسی کے ہاتھ سے نہ ہوئے ہوں گے۔ اُس نے اپنے شفیق اُستاد، اپنے بہادر دوست اپنے بیدار مغز مشیر کار کو محض اس بات پر ناراض ہو کے کہ وہ اُسے شرارتوں سے روکتا تھا سازش کر کے نہایت بزدلی سے قتل کر ڈالا۔ اگرچہ اُس جرم کی سزا میں کئی آدمیوں کی جانیں گئیں۔ مگر یہ جو سب سے بڑا حسب القتل مجرم تھا مردم آزاری کرنے کے لیے بچ رہا ہے اس کی شرکت کے راز کا مخفی رہ جانا سچ یہ ہے کہ گستاخ دوستوں کی ایک کرامت تھا۔ مگر بدگمانی اور ظالمانہ سنگدلی کے ساتھ فطرۃً یہ اس قدر بزدل اور حسین واقع ہوا ہے کہ جن لوگوں کو اس کا حال معلوم ہے اُن کے نام سے اس کا دم ہی نکلتا ہے۔ اوروں کے لیے یہ شیر یا بھیڑیا ہے مگر وہ ہزار گستاخ ہوں اسے گالیاں دیں اس کو ذلیل کریں۔ اس کے منہ پر تھوکیں جو چاہیں کریں اُنکے سامنے یہ دم نہیں مارتا ؟"
یہ حالات سُن کے مُلّا مراد نے نواب کو کڑوے تیوروں سے اور ایک نگاہ قہر ڈال کے پوچھا "یہ سچ ہے؟" نواب کی زبان سے "ہاں" تو نہیں نکلی مگر ندامت سے آنکھیں جھک گئیں۔ اس اقراری سکوت پر مُلّا مراد نے محترم شیخ خضرائیل کی طرف ایک ایسی نگاہ سے دیکھا جو کہہ رہی تھی کہ "کچھ اور حالات معلوم ہوں تو وہ بھی ارشاد ہوں ؟"
خضرائیل "اسکے عبرتناک واقعات کہاں تک سناؤں؟ اس کی زندگی کا ہر واقعہ اسی شان کا ہے۔ مگر شوق ہے تو سنیئے۔ چند روز ہوئے اس نے لڑکیوں کا ایک مدرسہ کھولا تھا۔ جسکے جاری کرنے میں بظاہر تو تعلیم

نسوان کی طرفداری مقصود تھی مگر اصلی مقصد یہ تھا کہ شریفون کی خوبصورت لڑکیان
تعلیم کے بہانے اسکول مین بُلائی جائین - جہان یہ کسی نہ کسی عنوان سے اُنکو دیکھے
اور جن جن کو پسند کرے اور اپنی ہوس رانی کے لیے منتخب کرے - پھر اُسکے شوق
اور مذاق کے موافق وہ تیار کی جائین - اتفاقاً انھین صادقی ہوئی لڑکیون مین
سے ایک کی نظر اِس کے ایک نوجوان مصاحب سے لڑ گئی - اور دونون
ایک دوسرے پر فریفتہ ہو گئے - اس معصوم و بے زبان لڑکی کو مطلقاً خبر نہ تھی
کہ مین اُسکی منظورِ نظر ہو چکی ہون اور نہ وہ نوجوان اس سے
آگاہ تھا - نوجوان نے پیام دے کے لڑکی کے باپ کو راضی کیا اور
نہایت خاموشی کے ساتھ نکاح ہو گیا - جب وہ لڑکی اپنے عاشق شوہر کے آغوش
شوق مین پہونچ گئی تو اس حیا ظالم کو خبر ہوئی - اور یہ طیش مین آ کے انتقام
لینے کے درپے ہو گیا - فوراً لڑکی کا باپ بُلوایا گیا - اُس کو طرح طرح کے
لالچ دلائے گئے - اور بہت کچھ دے دلا کے وہ اس بات پر آمادہ بلکہ مجبور کیا
گیا کہ داماد پر لڑکی کے بھگا لے جانے کا دعوی کرے - اس مضمون کی درخواست
اس سے زبردستی لی گئی - بغیر اس کے کہ عدالت کی طرف باضابطہ رجوع کیا جاوے
محل کے اندر ہی اندر خاموشی کے ساتھ مقدمہ بنایا گیا - اور وہین سے وارنٹ
جاری کر کے دونون دولھا دولہن پکڑے بلائے گئے - معصوم لڑکی نے اسکا سامنا
ہوتے ہی کمال بیباکی سے اُسے گالیان دینا شروع کین - اور بغیر اس کے کہ
کسی کو جواب دہی کا موقع دیا جاوے دونون حوالات مین بند کر دیے گئے
اور اُس شریف نوجوان پر طرح طرح کے جور و تشدد ہونے لگے -

نوجوان چونکہ معزز شائستہ اور شریف تھا اس لیے بڑے بڑے بیرسٹرون
نے اُس کی ریاست مین حاضر ہو کے اُسکے بَری کرانے کی کوششین کین - ثابت
کر دیا کہ ساری کارروائی غلط اور ظالمانہ ہے - مگر کون سُنتا ہے وہ غریب کو سخت
سزا دے ہی دی گئی - اور مدت تک اسیر ستم رہنے کے بعد اُسے ایک محترم
و مقدس مولوی صاحب کی سفارش اور بار بار یاد دلانے سے نجات ملی
اس نوجوان کے اسیر ہوتے ہی وہ لڑکی اُس کے محل مین لائی گئی - مگر اُس نے

اُس کی صورت دیکھتے ہی کو سنا شروع کیا - اور اپنے طرزِ عمل سے ظاہر کر دیا کہ مر جائیگی مگر بے حرمتی نہ گوارا کرے گی - مجبوراً پھر اسکول مین داخل کر دی گئی جہان مختلف طریقون سے اُس پر اخر ڈالا جاتا - بار بار محل مین بُلوائی جاتی - اور ہر مرتبہ اس بجیا نواب کو گالیان دے کے واپس جاتی - آخر ایک بار اُس نے آپے سے باہر ہو کے بلکہ جان پر کھیل کے اُسکے مُنھ پر تھوک دیا - جس پر اُس نے ارادہ کیا کہ بگڑ کے اُسے قتل کر ڈالے - مگر ایک عاقبت اندیش خیر خواہ نے روکا اور پھر اُسے اسکول بھجوا دیا - جسکے بعد پھر کبھی اُسے اُس کے بُلانے کی جرأت نہین ہوئی - اب یہ حالت تھی کہ ادھر اس لڑکی کے حق مین اسکول قید خانہ بنا ہوا تھا - رات دن شوہر کی یاد مین روتی ہی رہتی - ادھر اس نوجوان کی نظر مین دنیا اندھیر تھی معشوقہ کے فراق اور اپنی بے عزتی کے صدمے سے دل پر ہر وقت ایک کوفت رہتی - یہان تک کہ اس غریب نے مسلول و مدقوق ہو کے جان دی - جسکے مرنے کی خبر سنتے ہی لڑکی کا حال بھی ابتر ہونے لگا - تب اس نے ایک مجہول الحال شخص کے ساتھ اس کا نکاح کرا دیا جہان وہ عصمت و شرافت سے زندگی بسر کر رہی ہے - مگر اس مرحوم اور عاشق شوہر کی یاد مین ہمیشہ خون کے آنسو بہاتی اور شب و روز اس ظالم کی جان کو رویا کرتی ہے - ایسے مظالم چھپ نہین سکتے - گو یہ اپنی حماقت سے جانتا ہو کہ اُن سے کوئی واقف نہین لیکن اس خاموش مظلوم کی نامرادی اور اُس عفیفہ کی حسرتون کا خون اس کی حسرتون کو قیامت تک الم نشرح کرتا رہے گا - اور بمصداق ع "تو بھی ٹھنڈا نہ رہے دل کے جلانے والے" اسے بھی کبھی اطمینان سے نہ بیٹھنے دیگا - اور سچ یہ ہو کہ جو کچھ ہو رہا ہو اُسی کا خمیازہ ہو۔"

مُلّا: افسوس! یہ ایسا ننگ خلائق ظالم ہو!"

خضر ائیل: بڑا بیباک ظالم - جسے اپنے جور و ستم کے جوش اور اپنے بدمعاشی کے جذبات مین نہ دین کا خیال رہتا ہو نہ دنیا کا۔"

مُلّا: یہ کہتا ہو کہ جنون کی ایک عدالت مین اسے سزا دی گئی - اور اشرار اجنہ نے اس پر بڑا ظلم کیا۔" یہ سنتے ہی خضر ائیل نے ایک تبسم آمیز تحیر کے ساتھ

نواب پر ایک نظر ڈالی - پھر کہا "میری صورت دیکھ کے یہ ان جنون کو جنھون نے اسے سزا دی ہو اشرار نہ کہیگا - وہ جن شریر نہین بلکہ بڑے دیندار پرہیزگار اور پاک سیرت جن تھے جنھون نے اسکی سالہا سال کی بدمعاشیون کو عالم آشکارا کرا کے صدہا مظلوم لڑکیون کو اُس کے پنجۂ ستم سے نجات دلائی اور اُس کے ساتھ اسکے بدمعاش رفیقون کو بھی سزا دی "

مُلّا "آپ کو معلوم ہے کہ انھون نے اسے کیا سزا دی تھی ؟"

خضرائیل "صرف یہ کہ جب تک یہ زندہ رہے اس پر ہر طرف سے لعنت برستی رہے "

مُلّا "مگر یہ تو کہتا ہو کہ اسکے قوائے شہوانیہ بھی سلب کر دیے گئے " ؟

خضرائیل - خلقت کو اُس کے دست ستم سے بچانے کی اس کے سوا اور کون تدبیر تھی ؟ یہ اسے جو چاہے سمجھے مگر حقیقت مین یہ سزا نہ تھی بلکہ دوسرون کو اسکے شر سے بچانے کی ایک ضروری تدبیر تھی "

مُلّا "اور آپ جانتے ہین یہ میرے پاس کیون آیا ہو ؟ اس لیے کہ اس کی وہ گم شدہ قوت پھر اس مین پیدا ہو جائے - آپ کے نزدیک کسی تدبیر سے اس کی یہ آرزو پوری ہو سکتی ہو ؟"

خضرائیل - لیکن ان محترم قاضیون نے اس کی نسبت یہ فیصلہ کرتے وقت یہ الفاظ کہے تھے کہ چاہے دنیا بھر کے اطبا اور ڈاکٹرون کو جمع کرے وہ قوت جو اُس سے سلب کر دی گئی ہے پھر اسے نہ نصیب ہو گی - یہ سُن کے آپ اندازہ کر سکتے ہین کہ کسی تدبیر سے اسے نفع ہو سکتا ہو یا نہین ؟"

مُلّا "بڑا سخت اور نہایت قطعی حکم ہے !! ان بزرگون کے حکم کو بھلا کون توڑ سکتا ہو ؟ لیکن آپ کو خوب یاد ہو کہ انھون نے صرف اطبا اور ڈاکٹرون کا نام لیا تھا ؟ [illegible]ی اور ولیون کا نام تو نہین لیا ؟"

خضرائیل "نہین - فقط طبیون اور ڈاکٹرون کا نام - مگر کیا آپ سمجھ سکتے ہین کہ [illegible] پر کسی مُلّا یا عامل کا کچھ زور چل سکے گا ؟"

مُلّا - یہ بیشک مشکل ہو - مگر اس معاملے مین شاید مجھے آپ سے مدد مل سکے "

خضر ائیل:- مین بغیر اُن سے مشورہ کیئے کچھ نہین کہہ سکتا۔ مگر آپ بھی اس پر خوب
غور کرلین کہ یہ ایسی عنایت سفارش کے قابل بھی ہے؟ مین اب جاتا ہون صرف
آپ کی وجہ سے اتنی دیر یہان ٹھہرا بھی رہا۔ ورنہ مین ایک گھڑی کو بھی ایسے جیا
سفاک کی صورت دیکھنا نہین چاہتا۔ آپ اس سے کل حالات دریافت کرین؟
خود اس سے اس کی سرگذشت سنین۔ اور اس کے بعد راے قائم کرین کہ یہ
کسی رعایت کا مستحق ہے کہ نہین۔ یون پوری طرح واقفیت حاصل کرنیکے
بعد آپ مجھے بُلا کے قائل کردین گے تو مین ان بزرگون سے کچھ کہہ سکون گا
بغیر اس کے اس کے حال پر رحم کرنا دنیا پر ظلم کرنا ہے" اس گفتگو کے بعد
خضر ائیل "السلام علیکم" کہہ کے واپس گئے۔ اور چند ہی لمحون مین درختون کے
اندر غائب ہوگئے۔

آٹھوان باب

اسرار گناہ

خضر ائیل کے چلے جانے کے بعد مُلا مراد نہایت خاموشی کے ساتھ نوبھتا کی
طرف گھورنے لگے۔ اُن کی خاموش آنکھون نے اس سنسان مقام کا سناٹا اور بڑھا دیا۔
بارہ بج گئے تھے اور چاند سمت الراس سے گذر کے مغربی قوس فلک کے آغوش مین
پہونچ گیا تھا۔ درخت خاموش کھڑے تھے اور ہوا کے نہ ہونے سے پتہ بھی نہ
کھڑکتا تھا۔ اس خاموشی مین کہین قریب ہی سے دو ایک قہقہون کی آوازین سُنی
گئین۔ اور مُلا مراد کی تیز نظرون نے نواب صاحب کو وہ منظر یاد دلایا جب وہ لکھنؤ
مین قہر آلود آنکھون کی کاری برچھیون کا نشانہ بنے تھے۔ حواس جاتے رہے۔
اور بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

آخر اس قدر دہشت زدہ اور بدحواس ہوئے کہ بے اختیار سعادت کو پکارنا شروع
کیا۔ مگر خوف کے مارے گھگی بندھ گئی تھی۔ چلانے کی ہزار کوشش کی آواز نہ
نکلی اور یکایک مُلا مراد جو کسی مردم خوار درندے کی طرح اُن پر اپنی دلدوز نظر
جمائے ہوئے تھے جھپٹ پڑے۔ ایک خونخوار دیو کی طرح چنگھاڑ کے

چھاتی پر چڑھ بیٹھے۔ اور نواب نے اُس بھیڑ کی طرح جو شیر کے پنجے مین گرفتار ہو چکی ہو زمین پر گر کے ہاتھ پاؤن ڈال دیئے۔

اس حالت مین نواب نے سہمی ہوئی نگاہون سے مُلّا صاحب کی صورت دیکھی جو گویا ملک الموت کی طرح روح قبض کرنے کے لیے سینے پر سوار تھے اور کہہ رہے تھے "اپنے تمام حالات بتا! اور جو جو جرم تجھ سے سرزد ہوے ہین اُن سب کو من و عن بیان کر۔ ورنہ گلا گھونٹ دون گا" یہ کہ کے اُنھون نے داہنا ہاتھ بڑھا کے نواب کا گلا دبانا شروع کیا۔

نواب مین جواب دینے کی تاب نہ تھی۔ زبان نے تو یاری نہ دی۔ مگر حسرت آلود آنکھون نے اپنی زبان خاموش سے کہ دیا کہ "مین سب بتانے کو تیار ہون۔ بشرطیکہ گویائی کی طاقت ہو" اس معنی کو سمجھ کے مُلّا نے اپنا ہاتھ گلے پر سے ہٹا لیا۔ اور اُسی طرح سینے پر [illegible] درست کرو اور خوب سمجھ لو کہ میرا حکم بجا لانے ہی مین تمھاری زندگی ہے۔ اپنی سرگذشت بتانے مین کمی یا خلاف بیانی کی اور مین نے گلا گھونٹ دیا"

نواب صاحب نے چند منٹ مین اپنے حواس درست کیے۔ اور بہزار دشواری دل مضبوط کر کے کہا "مین سب عرض کر دون گا مگر حضور مجھے اتنی آزادی دین کہ بیٹھ کے اطمینان سے عرض کرون اور اس حالت مین نہ مجھے کچھ یاد آئے گا اور نہ بیان کر سکون گا"

مُلّا مراد۔ (نواب کی چھاتی پر سے اُٹھ کے) "بس اس سے زیادہ آزادی کی ہوس نہ کرنا۔ نہ میری گرفت سے باہر ہو سکتے ہو اور نہ اس وقت تمھین بیٹھنے کی اجازت دی جا سکتی ہے؟"

نواب۔ (کمال عاجزی سے) "تو اُن دونون عورتون کو بُلا بھیجیے جو میرے ساتھ آئی ہین"

مُلّا۔ "ہرگز نہین! بس اب جلدی اپنی سرگذشت بیان کرنا شروع کرو۔ اور پہلے یہی بتاؤ کہ تم کون ہو؟"

نواب۔ "مین عالم پور کا نواب ہون"

مُلّا :- حرام پور کا نواب! جس کی فاسقانہ بدکاریان ساری دنیا مین مشہور ہو رہی ہین۔ اور جسکے ہزارہا مظلوم کوس رہے ہین! خیر اب اپنے حالات بیان کرو؟"

نواب :- مین ایسا بُرا نہین ہون جیسا مشہور ہے۔ لیکن اس کو کیا کرون کہ اکثر لوگ میرے دشمن ہین جو مجھے گالیان دیتے اور بدنام کرتے پھرتے ہین"

مُلّا :- تو اپنے کارنامے بیان کرو۔ وہی بتا دینگے کہ تمھارا قصور ہے یا تمھارے دشمنون کا؟"

نواب :- مجھے تو اپنا کوئی ایسا فعل یاد ہی نہین آتا جس مین میرا قصور ہو"

اِس جواب پر برافروختہ ہو کے مُلّا مراد نے نواب کو کس کس کے کئی گھونسے اور تھپڑ رسید کیئے۔ اور کہا "بدمعاش! اچھا مین ہی تجھے تیرے جرم سنائے دیتا ہون سُن سارے بدمعاشون اور بدکارون کا قاعدہ ہے کہ اپنے محلہ یا کم از کم اپنے گھر کو چھوڑ دیا کرتے تھے۔ تو نے اپنے گھر کو ناپاک کیا۔ محرمات ابدیہ یعنی وہ عزیزہ عورتین جن سے نکاح کرنا ہر مذہب و ملت اور ہر گروہ مین حرام و ناجائز ہے۔ اُن پر بدکار سے بدکار زانی کی نظر نہین پڑتی۔ مگر تو نے ذرا بھی اسکا لحاظ نہین کیا اور سب سے پہلے خالاؤن چچیون پھوپھیون ممانیون اور بہنون بلکہ اپنی ماؤن تک کی آبرو لینا شروع کی"

نواب :- (بیحیائی و بیباکی کے ساتھ) "ایسے چند واقعات ضرور پیش آئے مگر میرے خاندان مین یہ نئی چیز نہ تھی۔ اور کئی پشتون سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے۔ اس لیے مین نے ان واقعات کو خلاف وضع نہین خیال کیا"

مُلّا :- خوب! تو کیا تیرے خاندانی فضیلتون مین یہ بھی ہے کہ باپ بیٹی کی آبرو لے؟ جو مجوسیون کے سوا آجتک کسی گروہ مین جائز نہین سنا گیا! اسکا کیا جواب ہے کہ تو نے اپنی دو جوان بیٹیون کو بے آبرو کیا۔ جن مین سے ایک مارے غیرت کے زہر کھا کے مر گئی؟"

نواب :- (آنکھین نیچی کر کے) "لوگ مجھے اسکا الزام دیتے ہین۔ اور بیشک ایسا ہوا۔ لیکن درحقیقت اس مین میرا قصور نہ تھا۔ یہ میرا فعل عمد نہ تھا۔ اُن لڑکیون کو مین نے محل مین بیباکی سے پھرتے دیکھا۔ اور خیال کیا کہ اُن

لڑکیون مین سے ہین جو بلا ناغہ میرے لیے لائی جاتی ہین۔ بعد کو حال کھلا کہ وہ میری بیٹیان تھین"

ملا: "تو نے اپنے ہوشیار اور لائق بیٹے کو بھی زہر دے کے مروا ڈالا۔ اور پھر دنیا کو فریب دینے کے لیے اس غم مین سوگوار بنا۔ وہ ابھی بچہ تھا ذرا ذرا ہوشیار ہو چلا تھا۔ ایک دن گھر مین آیا تو ماں کو غمگین پایا۔ اس کا سبب پوچھا تو مظلوم ماں نے اپنی بیکسی اور تیرے مظالم بیان کیے۔ معصوم بچہ ماں کی مصیبت سُن کے آنکھون مین آنسو بھر لایا۔ اور کہا آپ صبر کیجیے۔ اپنے زمانے مین مین ان سب ظلمون کا بدلے لون گا۔ اس کی خبر تجھے پہونچ گئی۔ اور تو نے اس معصوم کو پہلے مار کے ادھموا کر دیا پھر اپنے ڈاکٹر سے روزانہ تھوڑا تھوڑا زہر دلوا کے اسکا کام تمام کر دیا! اور یہ اتنا بڑا ظلم اُس غریب کے ساتھ اس لیے ہوا کہ وہ تیری حرکتون کو ناپسند کرتا تھا اور ہر ایک کے سامنے تیری شکایت کرتا تھا"

نواب (ایک ٹھنڈی سانس لے کے) "آہ! اس راز کو تو کوئی نہ جانتا تھا آپکو کیونکر خبر ہو گئی؟"

ملا: "جن حافظ جی کے ہاتھ سے زہر دلوایا گیا وہ موجود ہین۔ جو حکیم صاحب تیرے اس ظلم پر کانپ کے رخصت لے کے اپنے گھر چلے گئے۔ اور نوکری سے استعفا دیدیا وہ زندہ بیٹھے ہین۔ اور تیرے نزدیک کسی کو خبر نہین!"

نواب۔ (ہاتھ جوڑ کے) "مین نہایت عاجزی کے ساتھ آپ سے اپنے گناہون کی معافی چاہتا ہون"

ملا: "معافی حقوق العباد بھی بھلا معاف ہو سکتے ہین؟"

نواب: "تو کم از کم اتنا کیجیے کہ ان باتون کو کسی اور کے سامنے نہ بیان کیجیے"

ملا: "اخفا اور رازداری کی کوشش بعد کو کر لینا پہلے اپنے جرائم کی فہرست تو سن لے۔ ساری دنیا اپنے باپ دادا نانا اور دوسرے بزرگون کا ادب کرتی ہے اُن کا وقار قائم رکھتی ہو۔ اور اُن کی عزت کو اپنی عزت سمجھتی ہے مگر تو نے ان کی انتہا سے زیادہ تحقیر و تذلیل کی۔ تو اپنے جرمون کو راز خیال کرتا ہے مگر تو ہی یاد کر کہ جب تو نے اپنے نانا کی لنگی اپنے مصاحبون سے کھلوا ڈالی۔ اُنھین سارے محل مین ننگا پھرایا۔ انھین فحش گالیان

دین۔ اُن کے سر پر دھولین لگائین اُس وقت کتنے آدمی تیری اِس بیحیائی کا تماشا دیکھ رہے تھے؟ اُن کے اور بیسیون کے سامنے تو بالکل برہنہ ہوکے اور برہنہ عورتون کو گود مین لے کے کبھی حوض کے اندر اور کبھی دربار مین بیٹھتا تھا اور شرماتا نہ تھا۔ آخر اِس سے بھی بڑھ کر تو نے یہ بے حمیتی اور بے غیرتی اختیار کی کہ اپنے اُن محترم نانا ہی کو دیوسی کی خدمت پر مقرر کیا۔ اور اُن سے وہ کام لینا شروع کیا جو آج تک کسی نے اپنے بزرگون سے نہ لیا ہوگا؟

نواب (اپنی نظر مین نہایت ہی ذلیل و خوار ہوکے) آپ جو فرمائین بجا ہے۔ مین تو سراسر قصوروار ہون۔ مگر اس مین اُن کی بے حمیتی کو بھی دخل ہے۔"

مُلّا۔ "جب حاکم بے غیرت و بے حمیت ہوتا ہے تو اُس کے دوست آشنا عزیز قریب سب بیحیا ہو جاتے ہین۔ مگر تو تو اپنی بے غیرتیون اور اپنے ظلم و جور کے جوش مین خدا کو بھی بھول گیا۔"

نواب۔ "(بات کاٹ کے) اور جو چاہے جو ہو مگر اِس قسم کا کوئی قصور مجھ سے کبھی نہین ہوا ہے۔ مین دین کا بہت ہی پابند ہون۔ بزرگان دین کی دل سے عزت کرتا ہون۔ اور جن ملاؤن یا عالمون کو مین نے ذلیل کیا وہ وہی تھے جو تقدس کا جامہ پہن کے اپنے افعال اور اپنی ناجائز ہوسون سے اسے ناپاک کرتے تھے۔ اور ظاہر مین مقدس اور باطن مین بدمعاش تھے۔"

مُلّا۔ "علما کی تعظیم و تکریم درکنار تو نے تو خود خدا کیساتھ گستاخیان کین۔"

نواب۔ "نہین خدا کی شان مین مین نے کبھی کوئی گستاخی کا کلمہ نہین کہا۔"

مُلّا۔ "ہان خدا کی شان مین گستاخی کا کوئی کلمہ تو نہین کہا مگر خانۂ خدا کو جہان پایا کھود کے برابر کر دیا۔ کیا تجھے یاد نہین کہ سات مسجدون کو شہید کر کے تیرے [illegible] کھنڈرون پر تیرا یہ سنہرے کلسون والا محل تعمیر ہوا ہے؟ تجھے یاد نہ ہو تو مین اُن مسجدون کی فہرست بھی گنوا دون۔ اُنھین مین وہ عمدہ اور عالیشان مسجد تھی جسمین تیرے دادا پانچون وقت نماز پڑھا کرتے تھے۔"

نواب۔ "ہان ہان۔ مجھے یاد آگیا۔ مگر کوئی مسلمان بھی نہ کھڑا ہوا تب

ان مسجدون کے کھودنے سے روکنا۔
ملا:- تیرے مظالم کے خوف سے کسکی مجال تھی کہ دم مارتا؟ فریاد وہان کی جاتی ہے جہان حاکم منصف ہو اور جہان سماعت کی امید ہو۔ مگر بے حمیت اور ناخداترس ظالم جو چاہتاہے کرگزرتا ہو کوئی چون بھی نہین کرتا "
نواب ۔ (ہاتھ جوڑ کے) مین سراپا جرم ہون۔ میرا بال بال گناہون سے گندہ ہوا ہے۔ اور حضور کو جب خود ہی تمام حالات معلوم ہین تو پھر اُن کی فہرست گنوانے سے کیا فائدہ؟"
ملا:- ابھی تو بہت سے جرمون کا بیان کرنا باقی ہی ہو جو اُن سے بھی زیادہ سنگین اور سخت ہین۔ اسی قدر نہین مجھے بتانا ہو کہ تیرے محل کے اندر کن کن مظلومون کی ہڈیان دبی پڑی ہین۔ اور وہ کہان کہان دفن ہین۔ مین اُن سب ہڈیون کو کھود کھود کے نکالونگا۔ اور اُن کی روحین سالہا سال کی خموشی کے بعد اب دنیا مین اپنی آواز بلند کرینگی۔ اور چلا چلا کے سارے عالم سے کہینگی کہ ان ہم تیرے ہاتھ سے کیسے ستم ہوے ہین؟"
نواب:- (کانپ کے) مین اُن سب ظلمون اور جورون کو خود ہی تسلیم کیے لیتا ہون؟
ملا:- تو نے شہوت پرستی کے جوش مین اتنے ظلم کیے ہین کہ اپنے جور وستم کی یادگار دنیا مین ہر وقت گوارا رہتا ہے۔ خود یہان تیرے ظلم کے نمونے تیرے ساتھ موجود ہین۔
نواب:- مین آپ کے ہر الزام کو تسلیم کرچکا ہون "
ملا:- مگر مین بے ثبوت دیے نہ رہونگا " یہ کہتے ہی ملا صاحب نے زور سے تالی بجائی اور چلا کے کہا " اس کے ساتھ والی عورتو! کہان ہو؟ ادھر آؤ "
ملا مراد کی آواز سنتے ہی بندی جان اور سعادت تمکین گاہ سے نکل کے باہر آئین اور نواب کو زمین پر پڑے ہوے گڑگڑاتے اور ملا صاحب کو آپے سے باہر دیکھ کے کانپنے لگین۔ اور یہان آکے دم نہین لینے پائی تھین کہ ملا صاحب نے ڈانٹ کے کہا " جلدی بتاؤ کہ تم کون ہو؟ اور اس نواب نے تمھارے

ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ مگر دیکھو سچ سچ کہنا۔ مجھے سارا غیب کا حال معلوم ہے اور کوئی چیز بھی مجھ سے چھپی نہین ہے، صرف تمھاری زبان سے اس کے سامنے اقرار کرانا چاہتا ہون"

بندی۔ (ملا صاحب کے قدم چوم کے) "نواب صاحب ہمارے آقا اور مالک ہین جب تک خود اُن کا حکم نہ ہو ہم کچھ نہین کہہ سکتے۔ اس مین آپ چاہین مار ڈالین مگر ہماری زبان سے ایک حرف بھی نہ نکلے گا"

ملا۔ (نواب سے) "اُنھین اجازت دے کہ اپنی سرگزشت بیان کرین"

نواب۔ (دونون ساتھ والیون سے) "جب ملا صاحب کو خود ہی معلوم ہے تو تمھارے نہ کہنے سے کیا ہو گا۔ جو کچھ سچ ہو صاف صاف بیان کر دو"

بندی۔ (اُٹھ کے اور ملا صاحب کے آگے ہاتھ جوڑ کے) "حضور ہم دو بہنین اور کئی بھائی ہین مدتون سے محل کے مہتمم و منتظم ہین۔ میری بہن جس کا نام اچھی بیگم ہے محل کی داروغہ تھی اور میرے بھائی نواب صاحب کی سرکار مین بڑی بڑی تنخواہون پر نوکر تھے۔ اکیلی مین محل کی آمد و رفت سے بچی ہوئی تھی اور اپنے شوہر کے پاس رہتی تھی۔ تھوڑے ہی دن ہوے نواب صاحب کے ایک فرزند کا انتقال ہو گیا اور مشہور ہوا کہ اُسے خود نواب صاحب کے حکم سے ایک ڈاکٹر صاحب نے زہر دے کے مار ڈالا۔ ڈاکٹر صاحب نے زہر تجویز کیا۔ اور عبدالقہار نام ایک حافظ جی نے اپنے ہاتھ سے وہ زہر کھانے مین پھینک اور گلوریون مین دے دے کر اُس خوبصورت بچے کا کام تمام کیا۔ اس واقعے کو جس نے سُنا اُس کے دل کو ملال ہوا۔ مگر سب سے زیادہ غم میری بہن اچھی کو ہوا اس لیے کہ اُنھین اس پیارے بچے سے بڑی محبت تھی۔ اس محبت کے جوش مین اُنھون نے نواب صاحب ڈاکٹر اور اُن حافظ جی کو بعض لوگون کے سامنے بُرا بھلا کہا۔ حافظ جی نے سُن پایا تو نواب صاحب کے سامنے جا کے رونا روئے۔ نواب صاحب نے طیش مین آ کے اچھی کو اور میرے سب بھائیون کو قید کر لیا۔ اچھی بیچاری کے ساتھ بہت ہی بُرا سلوک کیا۔ بیچاری طرح طرح سے بے آبرو کی گئی۔ بیسیون آدمیون نے نواب صاحب کے سامنے اُس کو بے حرمت کیا۔ اور آج تک

معمول ہی کہ ہر مہینہ کے آخر مین ایک بار دربار مین لاکے بے عزت کی جاتی ہی اُس کے سر پر سو جوتے مارے جاتے ہین اور پھر قیدخانہ مین بھیجدی جاتی ہے سب ان لوگون کی گرفتاری کے وقت مین بھی اپنے گھر سے پکڑ بلائی گئی۔ اور ظاہر مین تو مجھے محلدار کی خدمت دی گئی لیکن اصل مین محل کے اندر گرفتار ہون تاکہ باہر نکل کے کسی کے سامنے اپنے بہن بھائیونکی مظلومی کا دُکھڑا نہ بیان کر سکون ایک برس کے قریب ہونے کو آیا کہ نہ اپنے شوہر سے مل سکی ہون اور نہ اپنے بچون سے"

ملا مراد۔ (نہایت ہی غیظ و غضب کے ساتھ) "کیون؟ یہ سچ کہہ رہی ہی"

نواب "میرے خلاف جو کچھ کہا جائے سب سچ ہے"

مُلّا "ظالم بے وقوف بھی ہوا کرتا ہی۔ تجھے اسکا تو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو بندی اپنی بہن اچھی اور اپنے بھائیون کے بے وجہ قید اور بے عزت کیے جانے کا شکوہ کسی کے سامنے کرے۔ مگر اسکا خیال نہ رہا کہ بندی کا شوہر کیا کہتا ہوگا؟ اور کس کس کے سامنے جا کے اپنی مصیبت بیان کریگا؟" (سعادت کیطرف دیکھ کے) "اب تو اپنا حال بیان کر کہ کون ہی اور کیونکر اس شخص کے پاس پہونچی"

سعادت۔ (ایک ٹھنڈی سانس بھر کے) "حضور۔ نواب صاحب کے معزز ملازمون مین ایک مولوی سعداللہ صاحب تھے جنھون نے نواب صاحب کی رفاقت مین ہر قسم کی بدنامی اُٹھائی۔ مین بدنصیب انھین کی بیٹی ہون۔ میرا اصلی نام زبیدہ تھا مگر نواب نے سعادت نام رکھدیا۔ حلال نگر مین تھوڑے دنون پہلے نواب صاحب کا شوق پورا کرنے کے لیے جو عورتین غائب کی جاتی تھین اسکا سارا انتظام میرے والد ہی کے سپرد تھا۔ اور انھین کی ہوشیاری اور چالاکی سے وہ کام انجام پارہا تھا۔ اتفاقاً حلال نگر کے ایک بڑے معزز رئیس زادے محمد منیر کی دُلھن مہ لقا بیگم غائب کردی گئی۔ محمد منیر اگرچہ مولوی سعداللہ کے شاگرد تھے مگر نواب کی خدمت بجالانے کے جوش مین اُنھون نے شاگرد کا کچھ پاس و لحاظ نہ کیا اور مہ لقا کو برات مین سے اُڑا لائے۔ اُس نے محل مین پہونچ کے ایسی حرکتین کین کہ سب کو

یقین ہو گیا اس پر کسی جن کا سایہ ہے۔ اس جن کے دور کرنے کے لیے مرحومہ
والدہ کے حوالے کی گئی اور ان کی حراست میں سے وہ خدا جانے کیونکر نکل گئی۔ یہ
دیکھ کے ابا جان حرام پور سے بھاگ آئے۔ اور نواب کا جب اُن پر قابو نہ چلا تو مجھے
اور میری والدہ کو زبردستی پکڑوا بلایا۔ اور ہمارا گھر لُٹوا لیا۔ ہم دونوں ماں بیٹیاں
محل میں لا کے حد سے زیادہ بے حرمت کیے گئے۔ اور محل کی لونڈیاں بنائے گئے
اماجان اس صدمہ سے بیمار پڑ گئیں۔ اور آخر فالج میں مبتلا ہو کے ایسی معذور
ہوئیں کہ محل سے نکال دی گئیں۔ اور اب شہر کے ایک چھوٹے سے ذلیل مکان
میں تنہا پڑی کراہا کرتی ہیں۔"

سعادت کی سرگزشت نے مُلا مراد کو نہایت ہی غمگین بنا دیا۔ کچھ دیر تک ایک
سخت غمزدہ کی طرح خاموش رہے۔ پھر سر اُٹھا کے نواب پر ایک نگاہ قہر ڈالی۔ اور
پوچھا "یہ بھی سچ ہے؟"

نواب: "بالکل سچ۔"

مُلا: "آہ! اس قدر سزائیں دینے کے بعد بھی نوع انسان کو ابھی تجھ سے بہت انتقام لینا
باقی ہے۔" یہ کہتے ہی ملا صاحب بیٹھ گئے۔ چند منٹ تک چپکے چپکے آپ ہی آپ کچھ باتیں
کرتے رہے۔ پھر اُٹھ کے ایک طرف گئے۔ اور درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گئے۔"

نواں باب

جان ستان ہمدرد

مُلا مراد کے جانے کے بعد دونوں عورتیں اور نواب عجیب یاس و بیم کی حالت میں
تھے۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ مگر زبان سے کچھ نہ
نکلتا تھا۔ نواب کی حسرت نصیب نگاہ کہتی تھی "تم سے امید نہ تھی کہ یوں دغا کرو گی!" بندی
و سعادت کی نادم آنکھیں کہتی تھیں "ہم مجبور تھے نہ کہتے تو کیا کرتے؟ اور
اس پر بھی ہم نے آپ کی اجازت سے اپنی سرگزشت بیان کی۔"

زبان حال سے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ملا صاحب اس وضع سے آ گئے کہ شمشیر
آبدار اُن کے ہاتھ میں تھی، جو اندھیرے میں نہ چمکی۔ اور نواب کو معلوم ہوا کہ

اُن پر پڑا ہی چاہتی ہے۔ نواب کو اگرچہ اُٹھنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر اپنا کام تمام ہوتے دیکھ کے بے اختیار اُٹھ کے ملا صاحب کے قدموں سے لپٹ گئے۔ اور کمال عاجزی کے ساتھ کہا "مجھے نہ ماریے! اگلے گناہوں سے توبہ کرتا ہون اور وعدہ کرتا ہون کہ پھر کبھی ایسا قصور نہ ہوگا!"

یہ الفاظ سُن کے ملا صاحب نے تلوار روک لی۔ اور کہا "تیرے گناہ اور معاف ہون؟ جبکہ ہر ہر فعل نے صدہا بندگان خدا کو آزار پہونچایا ہو اُسکے گناہون اکو ... بھی معاف نہ کریگا۔"

اس وقت نواب صاحب کی وہی حالت تھی جو کسی سخت ترین سیہ کار کی حالت مرتے وقت ہوتی ہے۔ زندگی کے سارے ناپاک کارنامے پیش نظر تھے۔ اسکے دست ستم کے ستائے ہوے تمام مظلوم طرح طرح کے حربے ہاتھون مین لیے کھڑے تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ "جس عالم مین تو نے ہمین بھیجا ہو اس مین تو بھی آ تو تجھ سے بدلہ لین۔ آ جلدی آ! اب دیر نہین! صرف ایک سانس کا وقفہ ہے! تو نے آخری سانس لی اور ہمارے آتشین گرز اور زہری حربے تجھ پر پڑنے لگے۔"

ہزار ہا انتقام لینے والون کے اس مہیب انبوہ کو دیکھ کے نواب نے آنکھین بند کر لین اور ملا صاحب کے قدم چوم کے جن سے لپٹے ہوے تھے پھر دانت نکال کے کہا "... مجھے اپنی تلوار سے بچا لیجیے۔ ورنہ مین ہزارون انتقام لینے والون کے نرغے مین پڑ جاؤن گا۔ جو مجھے دوسرے عالم مین بُلا رہے ہین اور نہایت بے صبری سے انتظار کر رہے ہین کہ مین اُن کے عالم مین قدم رکھون اور مجھ پر حملہ کر دین۔"

ملا: "انھین انتقام لینے والون مین سے ایک مین بھی ہون جو تجھ سے بدلہ لینے کے لیے عالم آخرت سے نکل کے دنیا مین چلا آیا ہون۔ تاکہ یہین سے تجھ پر عذاب شروع کر دون۔"

یہ الفاظ سنتے ہی بدنصیب نواب نے ملا صاحب پر ایک خوفزدہ نظر ڈالی اور بہت ہی ڈر کے پوچھا "تو آپ بھی مجھ سے انتقام لین گے؟ آپ کا مین نے کیا بگاڑا ہے؟"

مُلّا:۔ مجھے تو نے ایسا سخت آزار پہونچایا ہے کہ جوشِ انتقام کی بیقراری مین مجھے کسی حال پر قرار نہین آسکتا۔ نہ اس دنیوی عالم مین چین آتا ہے اور نہ اس عالمِ آخرت مین۔ فقط تجھ سے بدلہ لینے کے لیے کبھی وہان سے یہان آتا ہون اور کبھی یہان سے وہان چلا جاتا ہون"

نواب:۔ "مگر مین تو آپ کو پہچانتا ہی نہین۔ کیونکر مانون کہ میرے ہاتھ سے آپ کو کبھی آزار پہونچا ہے؟"

مُلّا:۔ "خوب آنکھین کھول کے دیکھ! غور کر! یاد کر! اور اس پر بھی نہ پہچانے تو مجھ سے پوچھ!"

نواب نے بہت آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھا مگر کچھ نہ سمجھ سکے۔ اور کہا "نہین! مین نے آپ کو کبھی نہین ستایا۔ مین کبھی آپ سے ملا ہی نہین!"

اب نواب اور عورتین دونون مُلّا صاحب کو غور کر کر کے دیکھ رہے تھے کہ مُلّا صاحب نے نہایت ہی جوش کے ساتھ کہا "اِدھر دیکھ! اور پہچان! مین تیری بدمعاشیون کا آلہ۔ تیری بدکاریون کا ذریعہ۔ اور تیرے ہاتھ کا سخت ترین مظلوم مولوی سعداللہ ہون!"

یہ الفاظ نہ تھے آسمان سے گرنے والی بجلی تھی جس نے اپنی کڑک اور چمک سے نواب اور بندی دونون کو سخت بدحواس کر دیا [illegible] تیار دونون کی زبان [illegible] اور خوف سے بیہوش ہو گئے۔ صرف سعادت کے ہوش ٹھکانے تھے جو نواب کے قریب بیٹھ کے اپنے آنچل سے ہوا دینے لگی۔ یہان تک کہ نواب کی اور بندی کی چند منٹ کے بعد آنکھ کھلی اور دونون ہوش مین آتے ہی مولوی سعداللہ کے سامنے ہاتھ جوڑ کے کھڑے ہو گئے جو شمشیر برہنہ کھینچے ہوے خاموش کھڑے تھے۔ چند منٹ کے بعد نواب نے ڈرتے ڈرتے پوچھا "آپ دنیا مین موجود ہین!"

مولوی سعداللہ:۔ "ہان دنیا مین آیا ہون کہ تجھے تیری بدکاریون اور ستم شعاریون کا مزہ چکھاؤن"

نواب:۔ "آپ کے معاملے مین مجھ سے غلط فہمی ہوئی۔ لوگون نے کہا کہ آپ

مہ لقا کو نکال لے گئے۔"

سعد اللہ:۔ مین نے مانا کہ مین تیرا گنہ گار تھا۔ مگر زبیدہ (سعادت) اور اسکی ماں نے کیا قصور کیا تھا جو تو نے اُن کو خراب اور ذلیل کیا؟"

نواب:۔ خیر اب تو جو قصور ہوا ہو چکا۔ مین نہایت عاجزی کے ساتھ عرض کرتا ہون کہ حضور میرا قصور معاف فرمائین۔"

سعد اللہ:۔ نہ تیرا قصور معاف کرنے کے قابل ہے اور نہ مجھے بے انتقام لیے صبر آئے گا؟"

نواب:۔ (اسی طرح ہاتھ جوڑے ہوئے) تو حضور کیا انتقام لین گے؟ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ مجھے مار ڈالین۔"

سعد اللہ:۔ فقط مار ڈالنے سے میرا دل ٹھنڈا نہ ہوگا۔"

اتنے مین سڑک پر دو تین گاڑیون کی گھڑگھڑاہٹ سُنی گئی۔ آدمیون کی آہٹ پاتے ہی نواب نے کمال بدحواسی سے صدائے فریاد بلند کی اور بے تحاشا غل مچایا کہ "ہائے مجھے بچاؤ! خدا کے لیے خبر لو! ورنہ مین مار ڈالا جاؤن گا۔"

یہ دیکھتے ہی مولوی سعد اللہ نے اُن کے سر پر اپنی تلوار سے تابڑ توڑ دو وار کیے۔ نواب زخمی ہو کے چیختے ہوئے زمین پر گرے۔ مولوی سعد اللہ انھین وہین تڑپتا چھوڑ کے بھاگے اور درختون مین غائب ہو گئے۔ اُن کے جاتے ہی کئی اجنبی آدمی غل مچاتے ہوئے آ گئے۔ جن کی صورت دیکھتے ہی دونو عورتین اُن کے قدمون پر گر پڑین اور رو رو کے کہنے لگین "ہائے نواب صاحب کو مار ڈالا؟" نوواردون مین سے ایک نے بڑھ کے پوچھا "کون نواب؟"

بندی:۔ حرامپور کے نواب۔ یہ دیکھیے سامنے پڑے ہوئے ہین۔"

نووارد:۔ (متحیر و ششدر) "حرامپور کے نواب! اور انھین کس نے مارا؟"

بندی:۔ مولوی سعد اللہ نے!"

نووارد:۔ مولوی سعد اللہ! وہ زندہ ہین؟

بندی:۔ زندہ تو نہین ہین مگر بھوت بن کے دنیا مین آئے اور ہمارے حضور کو

مار گئے؟"

نودارد "معلوم ہوتا ہے ڈر کی وجہ سے تمہارے حواس جاتے رہے ہیں خیر دیکھوں نواب کا کیا حال ہے"

یہ کہہ کے نودارد نے جسکے ساتھ اور دس پندرہ آدمی تھے نواب کی لاش کے پاس جھک کے دیکھا تو نظر آیا کہ نواب زندہ ہیں۔ سر کے زخموں سے خون جاری ہے جبین پال اور کپڑے لتھڑ گئے ہیں۔ مگر سانس کی رفتار سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی زخم کاری نہیں ہے۔ فقط ہیبت کھا کے بیہوش ہو گئے ہیں۔ دونوں عورتوں نے کہا "ذرا بیٹھ کے پنکھا جھلو" اور اپنے آدمی سے پانی منگوا کے نواب کے منھ پر چھڑکوانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ کچھ کچھ ہوش کے آثار نمایاں ہوے اور بندی نے [illegible] ہے کہا "حضور! آنکھیں کھولیں۔ وہ بلا دور ہوئی۔ اور خدا نے آپکی مدد کے لیے بہت سے آدمی بھیجدیے" نواب نے آنکھیں تو نہیں کھولیں۔ مگر ناتوانی کی مایوسانہ آواز میں کہا "آہ! دنیا میں میرا کوئی ہمدرد نہیں۔ جو ہے دشمن ہی ہے"

بندی "ایسا نہ کہیے۔ دیکھیے کیسے دردمند لوگ آپ کی خدمت کر رہے ہیں؟"

یہ سن کے نواب نے آہستہ سے آنکھ کھولی۔ اور ساتھ ہی چہرے پر مردنی [illegible] کہ اٹھ کے بھاگیں۔ اور سہمی ہوئی آواز میں کہا "مجھے اس جان ستان ہمدرد سے بچاؤ! اسکی ہمدردی سے بڑا کوئی عذاب نہیں ہو سکتا!" اسکے ساتھ ہی نواب نے ایک چیخ کے ساتھ "منیر" کا نام لیا۔ اور پھر بیہوش ہو گئے"